

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیات ۸۳ تا ۸۶

عیسائی وفد کا اعترافِ حق

اور جب وہ سنتے ہیں اُس کلام کو جو نازل کیا گیا رسولؐ کی طرف	وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ
تم دیکھو گے اُن کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے	تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
اِس لیے کہ پہچان لیا اُنہوں نے حق کو	مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۚ
وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے	يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا
پس لکھ لے ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں میں۔	فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝۸۳
اور ہمیں کیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر	وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ
جبکہ آچکا ہے ہمارے پاس حق	وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ
اور ہم توقع رکھتے ہیں	وَنُطْمَعُ
کہ داخل فرمائے گا ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں میں۔	أَنْ يُدْخِلَنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝۸۴
تو عطا فرمائے اُنہیں اللہ نے اُس وجہ سے جو اُنہوں نے کہا	فَاثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا

وہ باغات بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں	خَالِدِينَ فِيهَا ط
اور یہی نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے۔	وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾
اور جنہوں نے کفر کیا	وَالَّذِينَ كَفَرُوا
اور جھٹلایا ہماری آیات کو	وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
وہی لوگ جہنم والے ہیں۔	أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾

۱۱

حبشہ سے مکہ آنے والے ۷۰ عیسائیوں کے ایک وفد نے جب قرآن کریم کی تلاوت سنی تو بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ پکار اٹھے کہ ہم اس کلام پر ایمان لے آئے۔ واقعی یہ کلام بالکل برحق ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں میں شامل فرمادے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارا اشار اپنے نیک بندوں میں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی نیک آرزو کو پورا فرمایا اور انہیں محسنین کے مقام پر فائز فرما کر ہمیشہ ہمیش کی جنت کا انعام عطا فرمایا۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور اُن کو جھٹلایا وہ جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۸۷ تا ۸۸

حلال کو حرام کر لینا بھی جرم ہے

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
حرام نہ کرو پاکیزہ چیزیں جنہیں حلال فرمایا ہے اللہ نے تمہارے لیے	لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ

وَلَا تَعْتَدُوا	اور حد سے نہ بڑھو
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۸۷﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو۔
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ	اور کھاؤ اُس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے
حَلَالًا طَيِّبًا	جو حلال اور پاکیزہ ہو
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے تم جس پر ایمان رکھنے والے ہو۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جس طرح حرام کو حلال کرنا ناجائز ہے اسی طرح حلال کو حرام کر لینا بھی جرم ہے۔ یہ دونوں صورتیں حد سے تجاوز کی ہیں اور ان سے بچنا لازم ہے۔ سابقہ آیات میں عیسائیوں کے قبول اسلام کا ذکر تھا۔ عیسائیوں نے رہبانیت کی راہ اختیار کر کے خود پر بہت سی حلال اشیاء کو حرام کر لیا تھا۔ یہاں ایسی ہی گمراہی کی اصلاح کا بیان ہے۔ ہدایت دی گئی کہ جس شے کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اس سے استفادہ کرو بشرطیکہ وہ طیب بھی ہو یعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور ذبح کرتے ہوئے اُس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا گیا ہو۔

آیت ۸۹

قسم کا کفارہ

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ	نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ غیر سنجیدہ بات پر تمہاری قسموں میں
وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ	اور لیکن وہ پکڑے گا تمہیں اُن پر جو تم نے پختہ ارادے سے اٹھائی ہیں قسمیں

فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعَمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ	تو اس کا کفارہ ہے کھانا کھلانا دس مسکینوں کو اُس اوسط درجہ کا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھروالوں کو
اَوْ كِسْوَتُهُمْ	یا لباس پہنانا انہیں
اَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ	یا آزاد کرنا ایک غلام کو
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ	پھر جو یہ نہ پائے تو روزہ رکھنا ہے تین دن
ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ	یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم اٹھاؤ
وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ	اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهِ	اسی طرح واضح کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾	تاکہ تم شکر کرو۔

بعض اوقات انسان حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی قسم اٹھالیتا ہے۔ اگر اُس کی زبان سے بلا ارادہ قسم کا لفظ نکل گیا ہے تو اس کی پابندی کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ایسی قسم پر کوئی گرفت نہیں۔ اگر قسم جان بوجھ کر اٹھائی ہے تو اُسے توڑ کر کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اس آیت میں قسم توڑنے کا کفارہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو دو وقت کا اُسی معیار کا کھانا کھلانا جیسا کہ انسان اپنے گھروالوں کو کھلاتا ہے یا انہیں بقدرِ ستر پوشی لباس فراہم کرنا یا ایک غلام یا کنیز کو آزاد کرنا۔ البتہ جو مالی اعتبار سے ان تینوں میں سے کوئی کام کرنے کے قابل نہ ہو، اُسے چاہیے کہ تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔ اس آیت میں مزید ہدایت دی گئی کہ قسم کی حفاظت کرو یعنی نافرمانی کے کام پر قسم نہ اٹھاؤ۔ اگر اٹھائی ہے تو توڑ کر کفارہ ادا کرو۔ اگر کسی جائز کام کے لیے قسم اٹھائی ہے تو اُسے نبھاؤ۔ اگر اُس کی خلاف ورزی ہو جائے تو پھر کفارہ ادا کرو۔

آیت ۹۰ تا ۹۲

شراب اور جوئے کی حرمت کا حتمی حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ	بے شک شراب اور جو
وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ	اور بت اور فال کے تیر
رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ	گندے ہیں شیطان کے کام میں سے
فَاجْتَنِبُوهُ	پس بچتے رہو ان سے
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۙ	تاکہ تم فلاح پاؤ۔
إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ	بے شک یہی چاہتا ہے شیطان
أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَ	کہ ڈال دے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض شراب
الْمَيْسِرِ	اور جوئے سے
وَيَصَدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ	اور روک دے تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے
فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ۙ	تو کیا تم باز آنے والے ہو؟
وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی
وَاحْذَرُوا	اور محتاط رہو

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پس اگر تم پھر گئے
فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَّغُ الْمُبِينُ ﴿۹۲﴾	تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے۔

ان آیات میں شراب پینے، جو اکیلنے اور شرک کرنے کو شیطان کے گندے ترین کام قرار دیا گیا اور ان جرائم سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ آگاہ کیا گیا کہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان نفرت اور دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ شراب کے نشے میں بہک کر یا جوئے میں مسلسل ہار کر انسان دوسروں کے خلاف ایسی حرکات کرتا ہے جس سے باہمی نفرت اور دشمنی جنم لیتی ہے۔ مزید یہ کہ نشہ کی حالت انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور بالخصوص نماز پڑھنے سے غافل کر دیتی ہے۔ جوئے کے ذریعہ حرام کمائی کا حصول انسان کو ذکر کی لذت اور نماز کی چاشنی سے محروم کر دیتا ہے۔ بڑے سخت الفاظ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ تم شراب اور جوئے سے باز آتے ہو یا نہیں؟ اس سخت تنبیہ کے باوجود آج بعض مسلمان شراب پینے اور اس کی خرید و فروخت میں ملوث ہیں۔ لاٹری، ریفل ٹکٹ، انعامی بونڈز وغیرہ کی صورت میں جوئے کے معاملات میں بھی شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خبیث کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۳

اللہ تعالیٰ کی قربت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ	نہیں ہے اُن پر جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے کوئی گناہ
فِيمَا طَعِبُوا	اُس میں جو وہ کھا چکے ہیں
إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا	جبکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچے اور ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور انہوں نے عمل کیے اچھے
ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا	پھر اور اللہ کی نافرمانی سے بچے اور یقین لائے
ثُمَّ اتَّقَوْا وَاحْسَنُوا	پھر مزید اللہ کی نافرمانی سے بچے اور احسان کے درجے پر فائز ہوئے
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٧﴾	اور اللہ پسند فرماتا ہے انہیں جو احسان کے درجے پر فائز ہیں۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ جب شراب اور جوئے کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! بہت سے شراب پینے والے اور جوئے کا مال کھانے والے حرمت کا حکم آنے سے پہلے وفات پا گئے اب ان کا کیا حال ہوگا؟ اس آیت میں تسلی دی گئی کہ کسی شے کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے اُس کے کھانے یا پینے پر کوئی گناہ نہیں۔ اس کے بعد آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کے حوالے سے رہنمائی دی گئی۔ حدیث جبرائیل میں اللہ تعالیٰ کی قربت کے تین درجے بیان کیے گئے ہیں یعنی اسلام (زبانی اقرار)، ایمان (قلبی یقین) اور احسان (یقین کی ایسی گہرائی گویا انسان اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو یا یہ احساس کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دیکھ رہا ہے)۔ اس آیت میں رہنمائی دی گئی ہے کہ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا قلبی احساس وہ نعمت ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی قربت کے مراحل طے کرتا ہوا بلند ترین مرتبہ یعنی مرتبہ احسان پر فائز ہو کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے۔

آیات ۹۴ تا ۹۵

حالتِ احرام میں شکار کرنے کا مسئلہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
--------------------------------	------------------------------

لَيَبْلُوَنَّكُمْ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ	ضرور آزمائے گا تمہیں اللہ کسی چیز کے ساتھ شکار میں سے
تَنَالُهُ آيِدْيُكُمْ وَمِنْ حُرْمِ	پہنچیں گے جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے
لَيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ	تاکہ ظاہر کر دے اللہ کہ کون ڈرتا ہے اُس سے بن دیکھے
فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ	اور جس نے زیادتی کی اس کے بعد
فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۳﴾	تو اُس کے لیے دردناک عذاب ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ	نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں
وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُّتَعِدًّا	اور جس نے مارا اُسے تم میں سے جان بوجھ کر
فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ	تو بدلہ ہے اُس جیسا جو اُس نے مارا موشیوں میں سے
يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ	فیصلہ کریں گے اُس کا دو معتبر آدمی تم میں سے
هُدًىٰ يَأْتِيهِمُ الْكُتُبَةُ	یہ قربانی ہوگی جسے پہنچانا ہو گا کعبہ تک
أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ	یا اُس کا کفارہ ہو گا کھانا کھلانا مساکین کو
أَوْ عَدْلٌ ذَلِكُمْ صِيَامًا	یا اُس کا بدلہ ہو گا روزے رکھنا
لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ	تاکہ وہ چکھے سزا اپنے کیے کی
عَفَا اللَّهُ عَنْكَ سَلَفَ	معاف کر دیا اللہ نے وہ جو گزر چکا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ	اور جس نے دوبارہ ایسا کیا تو انتقام لے گا اللہ اُس سے
وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۙ	اور اللہ زبردست ہے، انتقام لینے والا۔

ان آیات میں رہنمائی دی گئی کہ حالتِ احرام میں خشکی کا شکار کرنا یا شکار میں معاونت کرنا حرام ہے۔ اگر کسی اور نے یہ شکار صرف اسی کے لیے کیا تو بھی اُس کا کھانا جائز نہیں۔ اگر حالتِ احرام میں غلطی سے خشکی کا شکار کر لیا جائے تو کفارہ یہ ہے کہ دو تجربہ کار اور معتبر آدمیوں سے اُس جانور کی قیمت لگوائی جائے۔ پھر اُسی قیمت کا مویشیوں میں سے ایک جانور لے کر اُسے حدودِ حرم میں ذبح کیا جائے اور خود اُس میں سے نہ کھایا جائے۔ یا اُسی قیمت کا غلہ لے کر محتاجوں کو فی محتاج ایک فطرہ کی مقدار تقسیم کر دیا جائے۔ یا جس قدر محتاجوں کو وہ غلہ پہنچتا، اتنے ہی دنوں کے روزے رکھ لیے جائیں۔ اگر کسی نے ان آیات کے نزول کے بعد جان بوجھ کر حالتِ احرام میں شکار کیا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیت ۹۶

حالتِ احرام میں آبی شکار حلال ہے

أَحْلَلْ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ وَطَعَامَهُ	حلال کیا گیا تمہارے لیے آبی شکار اور اُس کا کھانا
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلْغِيَارَةِ	یہ فائدے کا ذریعہ ہے تمہارے لیے اور مسافروں کے لیے بھی
وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا	اور حرام کر دیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم ہو احرام میں
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۙ	بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

اس آیت کی رو سے حالتِ احرام میں آبی شکار کرنا یا اُس کا کھانا جائز ہے۔ سمندر کے سفر میں بسا اوقات خوراک ختم ہو جاتی ہے اور اس کی فراہمی کے لیے واحد ذریعہ آبی جانوروں کا شکار ہی رہ جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے آبی شکار حلال کر دیا۔ پھر احرام میں آبی شکار کرنا ہی نہیں بلکہ اگر کسی اور نے شکار اس کے لیے کیا ہو تو بھی اُس کا کھانا جائز ہے۔ پھر وہ شکار خواہ سمندر سے پکڑا گیا ہو یا کسی تالاب سے دونوں صورتوں میں حلال ہے۔

آیت ۹۷

شعائر اللہ کا احترام

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ	بنادیا ہے اللہ نے کعبہ کو جو لائقِ احترام گھر ہے
قِيَمًا لِلنَّاسِ	بقا کا ذریعہ لوگوں کے لیے
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ	اور حرمت والے مہینے کو
وَالْهَدْيَ	اور حرم میں قربان ہونے والے جانور کو
وَالْقَلَائِدَ	اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو
ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا	یہ اس لیے ہے تاکہ تم جان لو
أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ	کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾	اور بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں بیت اللہ کو لوگوں کی بقا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو فنا کرتے وقت سب سے پہلے بیت اللہ کو اٹھالے گا۔ گویا جب تک بیت اللہ موجود ہے یہ دنیا باقی رہے گی۔ بقول اقبال ے

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اُس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو وہ مرکزیت اور تقدس دیا ہے کہ یہ لوگوں کی معاشی و تمدنی زندگی کا سہارا بنا ہوا ہے۔ حج اور عمرے کے لیے ساری دنیا سے لوگ اس کی طرف کھینچ کر آتے ہیں اور اس اجتماع کی بدولت اُن میں باہمی انتشار کا خاتمہ اور وحدت کا ایک رشتہ پیدا ہوتا ہے۔ مختلف علاقوں کے لوگ باہم تمدنی روابط قائم کرتے ہیں اور تجارتی لین دین سے اُن کی معاشی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ حدودِ حرم کے احترام کے باعث انسانوں ہی کو نہیں بلکہ جانوروں تک کو وہاں رہ کر امن نصیب ہوتا ہے۔ حرمت والے مہینوں کی بدولت عربوں کو سال کا پورا ایک تہائی زمانہ امن کا میسر آ جاتا تھا۔ اس زمانہ میں اُن کے قافلے عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بسہولت آتے جاتے تھے۔ اس نقل و حرکت میں بڑی مدد ملتی تھی قربانی کے جانوروں سے یا اُن جانوروں سے جن کی گردنوں میں نذر کی علامت کے طور پر پٹے پڑے ہوئے ہوتے تھے۔ ان جانوروں کو دیکھ کر عربوں کی گردنیں احترام سے جھک جاتیں اور کسی غارت گر قبیلے کو اُن پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہوتی۔ یہ باتیں اس پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مصلحتوں اور ضروریات کا کیسا مکمل اور گہرا علم ہے اور وہ اپنے احکامات کے ذریعہ سے انسانی زندگی کے کتنے شعبوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

آیت ۹۸

اللہ تعالیٰ کی دو شانیں

إِذْ عَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ	جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے
وَ أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾	اور بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ شدید عذاب دینے والا بھی ہے اور بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا بھی۔ اب ہم اپنے طرزِ عمل سے خود کو اللہ تعالیٰ کی کسی ایک شان کا مستحق بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی فرمانبرداری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اُس کی شانِ غفاری اور رحیمی کی نعمت حاصل کر سکیں۔ آمین! اُس کے احکامات پر عمل ہی میں ہمارے لیے خیر ہے۔ ان کی خلاف ورزی سے سخت عذاب ملنے کا اندیشہ ہے۔ ہاں اگر بھول اور غفلت سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً عذاب نہیں دیتا، بلکہ اپنے گناہ پر نادم ہونے والوں اور توبہ کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آیت ۹۹

رسول ﷺ کے ذمہ پہنچانا ہے منوانا نہیں

مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ	نہیں ہے رسول کے ذمہ مگر پہنچا دینا
وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾	اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپا رہے ہو۔

اس آیت میں واضح کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ اللہ تعالیٰ کا پیغام صاف صاف پہنچا دینا ہے لوگوں سے منوانا نہیں۔ اگر داعی کے پیش نظر لوگوں سے منوانا بھی ہو تو پھر وہ اُن کی خواہشات کا پاس کرتے ہوئے حق کو چھپاتا ہے، حق کے ساتھ باطل کی آمیزش کرتا ہے یا دعوت کے اصولوں پر قائم نہیں رہتا۔ داعی کو چاہیے کہ وہ کمی بیشی کیے بغیر حق واضح کر دے۔ اب لوگوں کا حساب لینا اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون حق سامنے آنے کے بعد اُسے قبول کر رہا ہے اور کون حق پر دل ٹھک جانے کے باوجود اُسے جھٹلا رہا ہے۔

آیت ۱۰۰

حق کا معیار کثرت نہیں

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ	اے نبی! فرمائیے برابر نہیں ہوتا ناپاک اور پاک
--	---

وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ	اور اگرچہ بھلی لگے آپ کو ناپاک کی کثرت
فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا اُولِيَ الْاَلْبَابِ	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اے عقلمندو!
لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۝۱۰	تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ آیت قدر و قیمت کا ایک ایسا معیار پیش کر رہی ہے جو ظاہر میں انسان کے معیار سے بالکل مختلف ہے۔ ظاہری طور پر دس روپے زیادہ قیمتی ہیں ایک روپے سے، لیکن یہ آیت کہتی ہے کہ اگر دس روپے ناجائز طور پر حاصل کیے گئے ہیں تو وہ ناپاک ہیں، اور ایک روپیہ اگر جائز طور پر کمایا گیا ہے تو وہ پاک ہے۔ ناپاک خواہ مقدار میں کتنا ہی زیادہ ہو، بہر حال وہ پاک کے برابر نہیں ہو سکتا۔ غلاظت کے ایک ڈھیر سے عطر کا ایک قطرہ زیادہ قدر رکھتا ہے۔ دانش مندی کا تقاضا ہے کہ ہمیشہ حلال ہی پر قناعت کی جائے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی حقیر و قلیل ہو۔ حرام کی طرف کبھی ہاتھ نہ بڑھایا جائے خواہ وہ بظاہر کتنا ہی شاندار و کثیر ہو۔ پھر خبیث اور طیب سے مراد صرف حرام اور حلال مال ہی نہیں بلکہ اچھے اور برے انسان اور برائیاں اور نیکیاں بھی ہیں۔ ہر دور میں نیکی کی راہ اختیار کرنے والے کم اور برائی کے راستے پر چلنے والے زیادہ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نیک اور بد انسان ہر گز برابر نہیں۔ اسی طرح کبھی بھی برائی کی کثرت اُسے نیکی کے برابر نہیں کر سکتی۔ حق کا معیار کثرت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت اور شریعت ہے۔

آیات ۱۰ تا ۱۰۲

غیر ضروری سوالات کی ممانعت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ	نہ پوچھو ان چیزوں کے بارے میں
إِنْ يُبَدَّلَ لَكُمْ تَسْوُكُمْ	اگر وہ واضح کر دی جائیں تمہارے لیے تو بری لگیں تمہیں

وَإِنْ تَسْأَلُوهُنَّ	اور اگر تم پوچھو گے اُن کے بارے میں
حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ	جب نازل کیا جا رہا ہے قرآن
تُبَدِّلَنَّكُمْ	تو ظاہر کر دی جائیں گی تمہارے لیے
عَفَا اللَّهُ عَنْهَا	معاف کر دیا اللہ نے اِس پر
وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝۱۱	اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔
قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ	پوچھ چکی ہے ایسی باتیں ایک قوم تم سے پہلے
ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ۝۱۲	پھر وہ ہو گئے اِن کی وجہ سے کفر کرنے والے۔

نبی اکرم ﷺ سے بعض اوقات غیر ضروری سوالات پوچھے جاتے تھے۔ مثلاً ترمذی شریف میں ہے کہ جب قرآن حکیم میں فرضیت حج کی آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا۔ دوبارہ پوچھنے پر بھی آپ ﷺ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری زبان سے ہاں نکل جائے تو حج ہر سال فرض قرار پائے۔ پھر تم ہی لوگ اِس کی پیروی نہ کر سکو گے اور نافرمانی کرنے لگو گے۔ اِس آیت میں ایسے ہی لایعنی اور غیر ضروری سوالات سے منع کیا گیا ہے۔ یہود کی مثال دی گئی کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم آنے پر غیر ضروری سوالات کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوابات آنے پر مزید پابندیوں کا سامنا کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اب اِن پابندیوں کا پاس نہ کر کے وہ احکامات الہی کے عملی کفر کے مرتکب ہوتے تھے۔ ختم نبوت کے بعد ایسے سوالات کا اگرچہ یہ اثر نہ ہو گا کہ نئے احکام آجائیں اور جو چیزیں فرض نہیں ہیں وہ فرض ہو جائیں لیکن غیر ضروری سوالات اب بھی ممنوع ہی رہیں گے کیونکہ اِن سے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع ہوتا ہے۔

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۳

جانوروں کے لیے خود ساختہ تقدس

وَمَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ	نہیں مقرر کیا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام
وَالَّذِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ	وہ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ
وَ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۴﴾	اور اُن کے اکثر سمجھتے نہیں ہیں۔
وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے کہ آؤ اُس کلام کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَ إِلَى الرَّسُولِ	اور آؤ رسول کی طرف
قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا	کہتے ہیں کافی ہے ہمیں وہ کچھ، ہم نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو
أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا	بھلا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ جانتے ہوں کچھ
وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۰۵﴾	اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

ان آیات میں فرمایا گیا کہ مشرکین بعض جانوروں کو خود ساختہ تقدس دے کر اُن کے لیے کچھ نام گھڑ لیتے تھے۔ جب اُن سے کہا جاتا کہ خود ساختہ تصورات کے بجائے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی پیروی کرو تو جواب دیتے کہ ہم اپنے آباء و اجداد

کے طریقوں کی پیروی کریں گے۔ ہر دور میں شرک اور بدعت کے لیے یہی جواز پیش کیا جاتا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں بھی بعض جانوروں کی نسبت بزرگوں کی طرف کر کے اُن کا احترام کیا جاتا ہے۔ اُن کو چوما جاتا ہے، اُن پر سواری کرنا اور اُن سے کوئی خدمت لینا حرام سمجھا جاتا ہے۔

آیت ۱۰۵

کسی کی گمراہی ہماری بے عملی کا جواز نہیں بن سکتی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ	تم پر ذمہ داری ہے اپنی جانوں کی
لَا يَضُرُّكُمْ مَن ضَلَّ	نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا
إِذَا اهْتَدَيْتُمْ	جبکہ تم خود ہدایت پر ہو
إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا	اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے تم سب کا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۵﴾	پھر وہ بتا دے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ انسان کو سب سے پہلے کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے عقائد اور کردار کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ دوسرا کیا کر رہا ہے۔ اگر انسان کی اپنی دینی بنیادیں مضبوط ہوں گی تو دوسروں کی گمراہی اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اس آیت سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ انسان کسی اور کی گمراہی کو اپنی بے عملی کا جواز نہیں بنا سکتا۔ روزِ قیامت ہر انسان کو ذاتی طور پر عدالتِ خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور اپنے اپنے عمل کا حساب دینا ہوگا۔ کوئی بے عمل شخص یہ نہ کہہ سکے گا کہ اگر دوسرے لوگ باعمل ہو جاتے تو میں بھی نیک بن جاتا۔ البتہ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بے عملی کے حوالے سے

دوسروں کی اصلاح نہ کریں۔ دوسروں کی اصلاح کی کوشش ہماری دینی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس آیت کے حوالے سے ایک غلط فہمی کی تردید کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کی غلط تاویل کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگوں کا حال یہ ہو جائے کہ وہ برائی کو دیکھیں اور اُسے بدلنے کی کوشش نہ کریں، ظالم کو ظلم کرتے ہوئے پائیں اور اُس کا ہاتھ نہ پکڑیں، تو بعید نہیں کہ اللہ اپنے عذاب میں سب کو لپیٹ لے۔ اللہ کی قسم تم کو لازم ہے کہ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ اللہ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دے گا جو تم میں سب سے بدتر ہوں گے اور وہ تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے، پھر تمہارے نیک لوگ اللہ سے دعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہ ہوں گی۔" (ابوداؤد)

آیات ۱۰۸ تا ۱۰۶

وصیت پر گواہی کیسے دی جائے؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
شَهَادَةً بَيْنَكُمْ	گواہی کا معاملہ تمہارے درمیان اس طرح ہوگا
إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	جب آئے تم میں سے کسی پر موت کی حالت
حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَيْنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ	وصیت کرتے وقت دو معتبر شخص ہوں تم میں سے
أَوْ آخَرَيْنِ مِنْ غَيْرِكُمْ	یا دوسرے دو ہوں تمہارے غیروں میں سے
إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ	اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں
فَأَصَابَتْكُم مَّصِيبَةُ الْمَوْتِ	پھر آپہنچے تمہیں موت کی مصیبت

تَحْسِبُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ	روکو ان دونوں کو نماز کے بعد
فَيُقْسِمُن بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ	تو وہ قسم اٹھائیں اللہ کی اگر تمہیں شک ہو
لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا	ہم نہیں لیں گے اس گواہی کے حوالے سے کوئی قیمت
وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ	اور اگرچہ کوئی ہو قرابت دار
وَلَا تَكُنَّ شَهَادَةَ اللَّهِ	اور ہم نہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی کو
إِنَّا إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾	ورنہ ہم اُس صورت میں بلاشبہ ہوں گے گناہ گاروں میں سے۔
فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا	پھر اگر خبر ہو جائے کہ وہ دونوں مرتکب ہوئے ہیں گناہ کے
فَآخَرِينَ يَقُومُن مَقَامَهُمَا	تو دو اور کھڑے ہو جائیں اُن کی جگہ
مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأُولَٰئِينَ	اُن میں سے حق مارا گیا ہے جن کا، جو قریب تر ہوں میت کے
فَيُقْسِمُن بِاللَّهِ	پھر وہ قسم اٹھائیں اللہ کی
لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا	یقیناً ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے اُن دو کی گواہی سے
وَمَا اعْتَدَيْنَا	اور ہم نے زیادتی نہیں کی
إِنَّا إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١١﴾	بے شک ہم اُس صورت میں بلاشبہ ہوں گے ظالموں میں سے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّاتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا	یہ اس کے زیادہ قریب ہے کہ لوگ گواہی دیں اُس کی صحیح صورت پر
اَوْ يَخَافُوْا اَنْ تَرُدَّ اَيْمَانُۢمۡ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ	یا پھر وہ ڈریں کہ لوٹائی جاسکتی ہیں قسمیں اُن کی قسموں کے بعد
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے اور سنتے رہو
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٩﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔

۱۰۹

ان آیات میں رہنمائی دی گئی کہ موت سے قبل ایک شخص کو چاہیے کہ وصیت پر دو مسلمان مردوں کو گواہ بنائے۔ استثنائی صورت میں دو غیر مسلموں کو بھی گواہ بنایا جاسکتا ہے۔ دونوں گواہ کسی بھی نماز کے بعد وصیت سے لوگوں کو آگاہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔ اگر بعد ازاں معلوم ہو کہ گواہوں نے وصیت میں تحریف کر کے کسی کا حق مارا ہے تو متاثرہ فریق کے دو افراد اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اصل وصیت لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ یہ وصیت پر گواہی کا مبنی بر عدل طریقہ ہے۔

آیت ۱۰۹

رسولوں کی اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ	جس دن جمع فرمائے گا اللہ تمام رسولوں کو
فَیَقُوْلُ مَاذَا جِئْتُمْ	پھر پوچھے گا کیا جواب ملا تمہیں
قَالُوْا لَا عَلِمَ لَنَا	رسول عرض کریں گے کہ کوئی علم نہیں ہمیں
اِنَّكَ اَنْتَ عَلٰمُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۰﴾	بے شک آپ ہی تمام رازوں کے خوب جاننے والے

ہیں۔

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ رسولوںؑ سے دریافت فرمائے گا کہ تمہاری دعوت کے جواب میں تمہاری قوموں کا کیا ردِ عمل تھا۔ تمام رسول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! آپ کے علم کے مقابلے میں ہمارا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ تو لوگوں کے ظاہری طرزِ عمل سے ہی نہیں بلکہ اُن کی باطنی کیفیات سے بھی واقف ہیں، اس لیے کہ آپ تمام پوشیدہ باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ رسولوںؑ کی عاجزی ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو جتنا نوازتا ہے اُس میں اتنی زیادہ انکساری اور در ماندگی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ بقول شاعر۔

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
وہ دل میں فروتنی کا جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغرنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

آیت ۱۱۰

حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بیان

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ	جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم!
اِذْ كُنْ نَاصِبًا عَلٰى الدِّينِ	یاد کرو میری نعمت کو جو ہوئی تم پر اور تمہاری والدہ پر
اِذْ اٰتٰنَاكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ	جب میں نے مدد کی تمہاری روح القدس سے
تَكْمِلُ الْبَاقِيَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا	اور تم گفتگو کرتے تھے لوگوں سے ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں

وَإِذْ عَلَّمْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَ الْإِنْجِيلَ	اور جب میں نے سکھائی تھی تمہیں کتاب اور حکمت یعنی تورات اور انجیل
وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا	اور جب تم بناتے تھے گارے سے ایک پرندے کی سی صورت میرے حکم سے
فَتَكُونُ طَيْرًا بِأَذْنِي	اور پھر تم پھونک مارتے تھے اُس میں
وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِأَذْنِي	تو وہ ہو جاتا تھا اڑتا ہوا پرندہ میرے حکم سے
وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِأَذْنِي	اور جب تم ٹھیک کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کے مریض کو میرے حکم سے
وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْكَ	اور جب میں نے روک دیا تھا بنی اسرائیل کو تم سے
إِذْ جُنَّتْهُمْ بِالْبَيْتِ	جب تم آئے تھے اُن کے پاس واضح نشانیاں لے کر
فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ	تو کہا انہوں نے جنہوں نے کفر کیا تھا اُن میں سے
إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝۱۱	یہ سب نہیں ہے مگر کھلا جادو۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ پر اپنی خصوصی عنایت کا ذکر فرمائے گا جس سے ثابت ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے تھے۔ یہ عنایات حسبِ ذیل ہیں:

- i- حضرت عیسیٰؑ کو ماں کی گود میں بڑے عمر کے انسانوں کی طرح گفتگو کی صلاحیت دی گئی۔ پھر رفع آسمانی کے بعد اُن کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا اور وہ جوانی سے ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔ اب اس ادھیڑ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرنا گویا معجزہ اور عطیہ خداوندی شمار ہوگا۔
- ii- اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تورات کے ذریعے احکامات اور انجیل کے ذریعے حکمت سکھائی۔
- iii- وہ گارے سے پرندہ کا سا پتلا بناتے تھے اور اُس میں پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑنا شروع کر دیتا تھا۔
- iv- وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو تندرست کر دیتے تھے۔
- v- وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔
- vi- جب بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے تمام معجزات کو جادو قرار دیا اور اُنہیں مصلوب کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے اُنہیں آسمان پر اٹھالیا۔

آیت ۱۱۱

حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کا ایک خاص احسان

وَإِذْ أُوحِيَ إِلَيَّ الْوَحْيِ	اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے
أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي	کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰؑ) پر
قَالُوا آمَنَّا	تو اُنہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے
وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۱۱۱﴾	اور اے اللہ! آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

یہ آیت حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کے ایک خاص احسان کا ذکر کر رہی ہے۔ جب بنی اسرائیل کے سب لوگ حضرت عیسیٰؑ کے دشمن بن گئے اور کوئی ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ نے حواریوں کو الہام کے ذریعے حکم دیا کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول حضرت عیسیٰؑ

پر۔ حواری ایمان لے آئے اور ہر طرح سے حضرت عیسیٰؑ کی مدد اور تعاون پر کمر بستہ ہو گئے۔ گویا حواریوں کا حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانا بھی اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل اور توفیق کا نتیجہ تھا۔ ضمناً یہاں یہ بھی بتا دیا گیا کہ حواریوں کا اصل دین اسلام تھا نہ کہ عیسائیت۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳ فرمانشی معجزہ کا مطالبہ

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ	اور یاد کرو جب کہا تھا حواریوں نے
يَعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ	اے عیسیٰ ابن مریم! کیا ایسا کر سکتا ہے آپؑ کا رب
اَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ	کہ اُتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے؟
قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۱۲﴾	فرمایا عیسیٰؑ نے ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔
قَالُوا نُرِيدُ اَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا	کہا حواریوں نے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اُس میں سے
وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُنَا	اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل
وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتُنَا	اور ہم جان لیں کہ آپؑ نے سچ کہا تھا ہم سے
وَنَكُوْنُ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۱۱۳﴾	اور ہم ہو جائیں اِس پر گواہی دینے والوں سے۔

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے مطالبہ کیا کہ کیا آپؑ کے رب کے لیے ممکن ہے کہ وہ آسمان سے ایسا دسترخوان نازل فرمائے جس پر کھانے چُنے ہوئے ہوں؟ حواریوں کے اِس مطالبہ سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ حواری حضرت عیسیٰؑ کو الہ یا اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول سمجھتے تھے ورنہ اُن کے مطالبہ کا انداز یہ ہوتا کہ "کیا

آپ کے لیے ممکن ہے کہ ہمارے لیے آسمان سے دسترخوان اتاریں؟"۔ حضرت عیسیٰؑ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا امتحان نہ لو۔ اُس سے ڈرتے رہو اور اُس کے فرمانبردار بن کر رہو۔ فرمانبردار کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آقا کا امتحان لینا شروع کر دے۔ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم یہ مطالبہ صرف اطمینانِ قلب اور آپ کی تعلیمات پر یقین کے حصول کے لیے کر رہے ہیں۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۵

معجزہ کے لیے دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب

عَرَضَ كِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ	عَرَضَ كِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
اللَّهُمَّ رَبَّنَا	اے اللہ! اے ہمارے رب!
اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ	نازل فرما ہم پر خوانِ آسمان سے
تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا اَوَّلًا وَاٰخِرًا	تاکہ ہو جائے وہ عید کا موقع ہمارے اولین اور آخرین کے لیے
وَآيَةً مِنْكَ	اور بن جائے ایک نشانی تیری طرف سے
وَارْزُقْنَا	اور رزق عطا فرما ہمیں
وَ اَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾	اور تو ہی بہترین رازق ہے۔
قَالَ اللّٰهُ	فرمایا اللہ نے
اِنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ	بلاشبہ میں نازل کرنے والا ہوں اُسے تم پر

فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ	پھر جس نے کفر کیا اس کے بعد تم میں سے
فَإِنِّي أَعَدُّ لَهُ عَذَابًا	تو بے شک میں عذاب دوں گا اُسے ایسا عذاب
لَا أَعَدُّ لَهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۝	میں عذاب نہیں دوں گا ویسا کسی کو بھی تمام جہانوں میں سے۔

حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمیں معجزے کے طور پر غیب سے رزق عطا فرما اور اس عطا کو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ایک یادگار خوشی کا دن بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ میں یہ دعا پوری کر دوں گا لیکن اگر فرمائشی معجزہ سامنے آنے کے بعد کسی حواری نے کفر کیا تو اُسے ایسا عذاب دوں گا جیسا تمام جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی سے کسی خاص قسم کے معجزہ کا مطالبہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس قوم کو اُس کا مطلوبہ معجزہ دکھا دے۔ اب اگر یہ قوم ایمان نہ لائے تو پھر اُس پر اسی دنیا میں انتہائی سخت عذاب نازل ہوتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ:

"عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو دسترخوان آسمان سے اتارا گیا تھا اُس میں روٹی اور گوشت تھا اور اُنہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ اس میں نہ خیانت کریں گے اور نہ کل کے لیے ذخیرہ کریں گے۔ پھر اُنہوں نے (غیر مستحقین کو اُس میں سے کھلا کر) خیانت کی اور کل کے لیے بھی اٹھا رکھا۔ لہذا اُنہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔"

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۶

عیسائیوں کے شرک سے حضرت عیسیٰؑ کا اعلانِ براءت

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ	اور جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم!
ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ	کیا تم نے کہا تھا لوگوں سے

اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ الْهَيْنَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ	بنالو مجھے اور میری والدہ کو دو معبود اللہ کے سوا
قَالَ سُبْحَنَكَ	عرض کریں گے عیسیٰ اے اللہ! پاک ہے تو
مَا يَكُونُ لِي	نہیں تھا میرے لیے جائز
أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ	کہ میں کہوں وہ بات نہیں تھا مجھے جس کا کوئی حق
إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ	اگر میں نے کہی ہوتی ایسی بات تو تو ضرور جانتا اُسے
تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي	تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے
وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ	اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے
إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١٦﴾	بے شک تو ہی تمام رازوں کا خوب جاننے والا ہے۔
مَا قُلْتُ لَهُمْ	میں نے نہیں کہا تھا انہیں
إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ	مگر وہی تو نے حکم دیا تھا مجھے جس کا
أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ	کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے
وَكَنتُمْ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مِمَّا دُمْتُ فِيهِمْ	اور میں تھا ان پر گواہ جب تک میں تھا ان میں
فَلَمَّا تَوَقَّيْتَنِي	پھر جب تو نے اٹھالیا مجھے
كَنتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ	تو ہی تھا نگران ان پر
وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٧﴾	اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

اگر تو عذاب دے انہیں	إِنْ تُعَذِّبْهُمْ
تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں	فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ
اور اگر تو بخش دے انہیں	وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
تو بے شک تو ہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔	فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۸﴾

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا آپ نے لوگوں کو تلقین کی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے ساتھ معبود بنالو؟ حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ اے اللہ! میرے لیے یہ ہر گز جائز نہ تھا کہ میں لوگوں کو شرک کی تلقین کرتا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو تیرے علم میں ہوتا۔ میں جب تک اُن کے درمیان رہا انہیں صرف تیری ہی بندگی کی دعوت دیتا رہا۔ میرے بعد اُن لوگوں نے جو کچھ کیا اے اللہ! تو اُس پر گواہ ہے۔ اب اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور تو جو چاہے اُن کے ساتھ کر سکتا ہے۔ اگر تو اُن کو بخش دے تو پھر بھی تو زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

سچائی کا صلہ روزِ قیامت ہی ملے گا

فرمائے گا اللہ	قَالَ اللَّهُ
یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو اُن کا سچ	هَذَا يَوْمٌ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ
اُن کے لیے ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش	خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ	راضی ہو گیا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ سے
ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٩﴾	وہی ہے شاندار کامیابی۔
لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ	اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اُس کی جو ان میں ہے
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾	اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

۱۹

ان آیات میں اُس بیان کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت حضرت عیسیٰؑ کی گذارشات کے جواب میں ارشاد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرمائے گا کہ آج کے دن یعنی روزِ قیامت سچوں کو اُن کے سچ کا فائدہ حاصل ہوگا۔ دنیا میں جھوٹ بول کر انسان وقتی فائدہ حاصل کر لیتا ہے یا کسی نقصان سے بچ جاتا ہے لیکن آخرت میں سچ بولنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ اُس روز کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ سچ بولنے والوں سے راضی ہوگا اور انہیں ایسے انعامات سے نوازے گا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عنایات پر خوش ہو جائیں گے۔

سورة الانعام

قرآن مجید کی افضل سورتوں میں سے ایک سورہ مبارکہ

☆ اس سورہ مبارکہ کے بارے میں حضرت عمر کا قول ہے :

الْأَنْعَامُ مِنْ تَوَاجِبِ الْقُرْآنِ (سنن الدارمی)

"سورہ انعام قرآن کی افضل سورتوں میں سے ایک سورہ ہے۔"

☆ یہ سورہ مبارکہ مکی دور کے آخر میں ایک مکمل خطبہ کی صورت میں ایک ساتھ نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے

روایت ہے :

نَزَلَتْ سُورَةُ الْأَنْعَامِ جُمْلَةً بِيَكَّةَ لَيْلًا وَحَوْلَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَ بِالنَّسْبِ (المعجم الکبیر للطبرانی)

"سورہ انعام ایک ساتھ اور ایک ہی رات کے دوران مکہ میں نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتے اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے اسے لے کر

نازل ہوئے۔"

☆ اس سورہ مبارکہ میں قریش کو آگاہ کر دیا گیا کہ تم پر ہمارے نبی ﷺ اتمام حجت کر چکے۔ اب تم پر وہ عذاب آکر رہے گا جسے تم

مذاق سمجھتے رہے ہو۔

☆ اس سورہ مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کر رہے تھے کہ اپنی نبوت کی صداقت کا ثبوت

دینے کے لیے ہماری فرمائش کے مطابق معجزہ دکھائیے۔ نبی اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ معجزہ دکھا دے شاید یہ ایمان

لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے دو ٹوک انداز میں فرمائش معجزہ اتارنے سے انکار فرمادیا۔ اُس نے آپ ﷺ کو بتا دیا کہ یہ معجزہ دیکھ کر بھی

ایمان نہیں لائیں گے بلکہ اُسے جادو قرار دے دیں گے اور عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔ معجزات کے ذریعے لوگوں کو زبردستی

مومن بنانا مطلوب نہیں۔ اصل مطلوب یہ ہے کہ قرآن جیسے معجزانہ کلام کو سُن کر ایمان بالغیب لائیں۔ فرمائش معجزہ کا مطالبہ پورا

آیات ۳۲ تا ۳۴

صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	کل شکر اللہ کے لیے ہے کہ جس نے بنائے آسمان اور زمین
وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ	اور بنائے اندھیرے اور روشنی
ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهٖمْ يَعْبَدُوْنَ ۝۱	پھر بھی وہ کہ جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ (دوسروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں۔
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ	وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں گارے سے
ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا	پھر مقرر کی ایک مدت (تمہاری موت کی)
وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَہٗ	اور ایک اور مدت بھی طے شدہ ہے اُس کے ہاں (قیامت کی)
ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲	پھر بھی تم شک کر رہے ہو۔
وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ	اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں
یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَہْرَکُمْ	جانتا ہے تمہاری چھپی اور تمہاری ظاہر باتیں
وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳	اور جانتا ہے جو تم کما رہے ہو۔

[illegible]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق، صفتِ قدرت اور صفتِ علم کا بیان آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اندھیرے اور روشنی پیدا فرمائی۔ انسانوں کو گارے سے بنایا اور ہر انسان کے فنا ہونے کا وقت طے کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے فنا ہونے کا وقت بھی طے کر دیا ہے لیکن لوگ کائنات کے فنا ہونے کے بارے میں شک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی ہر شے سے واقف ہے۔ انسان کیا کر رہا ہے؟ کس بات کو ظاہر کر رہا ہے؟ کس بات کو چھپا رہا ہے؟ سب اُس کے علم میں ہے۔ یہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن لوگ پھر بھی دوسری ہستیوں کو اُس کے ساتھ شریک کر رہے ہیں۔

آیات ۶۳-۶۴

صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ③	اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی اُن کے رب کی نشانیوں میں سے
فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ④	مگر وہ ہوتے ہیں اُس سے رُخ پھیرنے والے۔
فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ⑤	پس وہ جھٹلا چکے ہیں حق کو جب وہ آیا اُن کے پاس
أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُكِنِّ لَكُمْ ⑥	تو عنقریب آئیں گی اُن کے پاس خبریں اُس کی جس کا وہ مذاق اڑا یا کرتے تھے۔
	کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ہلاک کیا اُن سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو
	ہم نے ایسا اختیار دیا تھا اُنہیں زمین میں جیسا ہم نے نہیں دیا تمہیں

اور ہم نے بھیجا آسمان اُن پر مسلسل برستا ہوا	وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا
اور ہم نے بنادیں نہریں جو بہتی تھیں اُن (کی آبادیوں) کے نیچے سے	وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ
پھر ہم نے ہلاک کر دیا انہیں اُن کے گناہوں کی وجہ سے	فَاهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ
اور پیدا کر دیں اُن کے بعد دوسری قومیں۔	وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ①

ان آیات میں مشرکین مکہ کو باور کرا دیا گیا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلادیا ہے لہذا اب تم پر وہ عذاب آکر رہے گا جسے تم مذاق سمجھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں تم سے زیادہ طاقتور نسلیں پیدا کیں، اُن پر رحمتوں کی بارش برسائی اور اُن کی آبادیوں کے دامن میں نہریں بہادیں البتہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی انتہا کر دی تو اُس نے انہیں ہلاک کر دیا اور اُن کی جگہ دوسری نسلوں کو زمین میں آباد کر دیا۔ مشرکین مکہ سابقہ سرکش قوموں کے انجام سے واقف ہیں لیکن افسوس کہ عبرت حاصل نہیں کر رہے۔

آیات ۷ تا ۱۱

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اے نبی! اور اگر ہم نازل کرتے آپ پر کتاب (لکھی ہوئی) کا غد پر	وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ
پھر وہ چھو بھی لیتے اُسے اپنے ہاتھوں سے	فَلَمَسُوهُ بَأْيَدِيهِمْ
یقیناً تب بھی کہتے وہ جنہوں نے کفر کیا ہے کہ نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو۔	لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ②

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ	اور اُنہوں نے کہا کیوں نہیں نازل کیا گیا اِن پر کوئی فرشتہ
وَلَوْ أُنْزِلْنَا مَلَكَ لَقُضِيَ الْأَمْرُ	اور اگر ہم نازل کرتے فرشتہ تو فیصلہ چکا دیا جاتا معاملہ کا
ثُمَّ لَا يَنْظُرُونَ ۝۸	پھر انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی۔
وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكَ	اور اگر ہم بناتے نبی کسی فرشتہ کو
لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا	تو بناتے اُسے انسانی صورت میں
وَلَلْبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبَسُونَ ۝۹	اور ضرور ہم شبہ ڈالتے اُن پر وہی جس میں وہ اب پڑ رہے ہیں۔
وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ	اور یقیناً مذاق اڑایا گیا رسولوں کا آپ سے پہلے
فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ	تو کھیر لیا اُن کو جنہوں نے مذاق اڑایا تھا اُن میں سے
مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝۱۰	اُسی چیز نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔
قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ	فرمائیے چلو پھر زمین میں
ثُمَّ انظُرُوا	پھر دیکھو
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝۱۱	کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی کہ اگر قرآن مجید مشرکین مکہ کے سامنے ایک ساتھ کتابی صورت میں بھی نازل کر دیا جائے تو بھی وہ اس عمل کو جادو قرار دے کر ایمان نہیں لائیں گے۔ وہ اعتراض کر رہے ہیں کہ محمد ﷺ پر فرشتہ اپنی اصلی شکل میں نازل کیوں نہیں ہوتا جسے ہم دیکھ سکیں؟ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر فرشتہ اپنی اصلی شکل میں آتا تو یہ

دہشت کے مارے فوراً مر جاتے۔ انہیں ایمان لانے یا انکار کرنے کی مہلت ہی نہ ملتی۔ فرشتہ کو اُس کی اصلی شکل میں دیکھنا تو صرف نبی ﷺ کے لیے ہی ممکن ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبریل کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا تھا، اُن کے چھ سو پرتھے اور اُن کی جسامت سے تمام افق بھر گیا تھا۔ مشرکین کا یہ مطالبہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دے۔ اگر فرشتے کو بھی رسول بنایا جاتا تو انسانی صورت میں بھیجا جاتا تاکہ وہ انسانوں کے لیے عملی نمونہ بن سکے۔ نبی ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا۔ پھر مذاق اڑانے والوں کو اُسی عذاب نے گھیر لیا جسے وہ مذاق سمجھ رہے تھے۔ ان مشرکین کو دعوت دیجئے کہ ذرا زمین میں گھوم پھر کر دیکھ لیں کہ ماضی میں جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا تھا۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

اللہ تعالیٰ غنی اور معبودانِ باطل محتاج ہیں

اے نبی! پوچھیے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے؟	قُلْ لِّسَنُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
فرمائیے اللہ ہی کا ہے	قُلْ لِلَّهِ
اُس نے لازم کر لیا ہے اپنے آپ پر رحمت کو	كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ
وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن ذرا شک نہیں اس میں	لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ
وہ لوگ جنہوں نے خسارے میں ڈال دیا اپنے آپ کو	الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ
پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔	فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۲﴾
اور اُسی کا ہے جو ٹھہرا ہوا ہے رات اور دن میں	وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الْبَيْلِ وَالنَّهَارِ

اور وہی سب سننے والا، سب جاننے والا ہے۔	وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۱۳
فرمائیے کیا اللہ کے سوا میں بنالوں کسی اور کو حمایتی؟	قُلْ أَغْيَرَ اللَّهُ اتَّخَذُ وَلِيًّا
(حالانکہ) اللہ بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا	فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وہ کھلاتا ہے جبکہ اُسے نہیں کھلایا جاتا	وَهُوَ يُطْعَمُ وَلَا يُطْعَمُ
فرمائیے بلاشبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں پہلا فرد جس نے فرمانبرداری اختیار کی	قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ
اور تم ہر گز نہ ہونا شرک کرنے والوں میں سے۔	وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝۱۴

ان آیات میں واضح کیا گیا کہ آسمان و زمین میں جملہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے قابو میں ہیں۔ جو لوگ ظلم کر رہے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ روز قیامت عبرتناک سزا دے گا۔ یہ سزا مظلومین کا کلیجہ ٹھنڈا کرے گی اور ان کے حق میں رحمت ثابت ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی ہر شے کا خالق اور رازق ہے لہذا میں اُسی کا فرمانبردار ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں جبکہ معبودانِ باطل تو اپنے ماننے والے مشرکین کے محتاج ہیں۔ مولانا مودودی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"مشرکوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا خدا بنا رکھا ہے وہ سب اپنے ان بندوں کو رزق دینے کے بجائے اللہ سے رزق پانے کے محتاج ہیں۔ کوئی فرعون خدائی کے ٹھاٹھ نہیں جما سکتا جب تک اُس کے بندے اُسے ٹیکس اور نذرانے نہ دیں۔ کسی صاحبِ قبر کی شانِ معبودیت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اُس کے پرستار اُس کا شاندار مقبرہ تعمیر نہ کریں۔ کسی دیوتا کا دربارِ خداوندی سچ نہیں سکتا جب تک اُس کے پجاری اُس کا مجسمہ بنا کر کسی عالی شان مندر میں نہ رکھیں اور اُس کو تزئین و آرائش کے سامانوں سے آراستہ نہ کریں۔ سارے بناوٹی خدا بیچارے خود اپنے بندوں کے محتاج ہیں۔ صرف ایک خداوند عالم ہی وہ حقیقی خدا ہے جس کی خدائی آپ اپنے بل بوتے پر قائم ہے اور جو کسی کی مدد کا محتاج نہیں بلکہ سب اُسی کے محتاج ہیں۔"

آیات ۱۸ تا ۱۵

نبی اکرم ﷺ کی عاجزی کا بیان

اے نبی! فرمائیے بے شک میں ڈرتا ہوں، اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب کی، بڑے دن کے عذاب سے عَظِيمٌ ⑮	قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ
جس پر سے ہٹا دیا گیا عذاب اُس دن	مَنْ يُصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ
یقیناً اللہ نے رحم کیا اُس پر	فَقَدْ رَحِمَهُ
اور یہی ہے واضح کامیابی۔	وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ⑯
اور اے نبی! اگر پہنچائے آپ کو اللہ کوئی تکلیف	وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ
تو نہیں کوئی دور کرنے والا اُسے سوائے اللہ کے	فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ
اور اگر وہ پہنچائے آپ کو کوئی بھلائی	وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ
تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔	فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑰
اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر	وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ
اور وہ کمالِ حکمت والا، پورا باخبر ہے۔	وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ⑱

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ صاف صاف بتادیں کہ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو ایک بڑے دن کا عذاب مجھے بھی آپکڑے گا۔ یہ اعلان دراصل شرک کا

سید باب ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ معبود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ لہذا مسلمان آپ ﷺ سے بے انتہا محبت کے باوجود آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے کا ظلم نہیں کر سکتے۔ پھر یہ کہ آپ ﷺ تو معصوم ہیں اور آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے۔ یہ دراصل امت کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر جب آپ ﷺ کو عذاب کا ڈر ہے تو اور کسی کی کیا اوقات ہے کہ وہ نافرمانی کر کے عذاب سے بچ جائے۔ ان آیات میں مزید بیان کیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو عذاب دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اسی طرح اگر وہ اپنے حبیب ﷺ پر رحمت کی بارش کرنا چاہے تو وہ اس پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ جس انسان کا یہ عقیدہ پختہ ہو جائے کہ نفع یا نقصان پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو وہ کسی دوسرے کو نہیں پکارے گا اور شرک کے جرم سے بچ جائے گا۔

آیات ۲۰ تا ۲۹

نبی اکرم ﷺ کی صداقت کی گواہی

قُلْ أُمِّي شَيْءٌ أَكْبَرُ شَهَادَةً	اے نبی! پوچھیے کون سی چیز زیادہ بڑی ہے گواہی میں؟
قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ	فرمائیے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان
وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ	اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن
لَا نُنْذِرَكُمْ بِهِ	تاکہ میں خبردار کروں تمہیں اس کے ساتھ
وَمَنْ بَلَغَ	اور اُسے بھی جس تک یہ پہنچے
أَبْنَكُمْ لَتَشْهَدُونَ	کیا بے شک تم واقعی گواہی دیتے ہو
أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةً أُخْرَى	کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں؟

قُلْ لَا أَشْهَدُ	فرمائیے میں گواہی نہیں دیتا
قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ	فرمائیے بے شک وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے
وَإِنِّي بَرِّئٌ مِّمَّا تَشْرِكُونَ ﴿١٩﴾	اور بے شک میں بیزار ہوں اُس سے جو تم شرک کرتے ہو۔
الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ	وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب
يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ	وہ پہچانتے ہیں نبیؐ کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ	وہ لوگ جنہوں نے خسارے میں ڈال دیا اپنے آپ کو
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾	پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

بُ

ان آیات میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ خود اس بات پر گواہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اُس کے رسولِ برحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کس کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے؟ اُس نے آپ ﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا تاکہ آپ ﷺ اس کے ذریعہ صرف مکہ والوں کو ہی نہیں بلکہ ہر اُس شخص کو خبردار کر دیں جس تک یہ قرآن پہنچے۔ اُسے بتادیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور اُس کے ساتھ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں بیان شدہ پیشین گوئیوں اور نشانیوں کی روشنی میں آپ ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

آیت ۲۱ تا ۲۴

شرک کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو منسوب کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ؟
---	--

اَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ	یا جھٹلائے اُس کی آیات کو
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ﴿۲۱﴾	بے شک کامیاب نہیں ہوتے ظالم۔
وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِيْعًا	اور جس دن ہم جمع کریں گے اُن سب کو
ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا	پھر ہم کہیں گے اُن سے جنہوں نے شرک کیا
اَيِّنْ شُرَكَاءُكُمْ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾	کہاں ہیں تمہارے وہ شریک کہ جن کے بارے میں تم دعویٰ کیا کرتے تھے۔
ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتَهُمْ	پھر نہیں ہو گا اُن کا کوئی بہانہ
اِلَّا اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا	سوائے اِس کے کہ وہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے
مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾	ہم نہیں تھے شرک کرنے والے۔
اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ	دیکھو کیسے اُنہوں نے جھوٹ بولا اپنے آپ پر؟
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور گم ہو گیا اُن سے جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔

ان آیات میں واضح کیا گیا کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یعنی یہ کہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور ہستیاں بھی اختیار میں شریک ہیں اور اس کی مستحق ہیں کہ اُن کی عبادت کی جائے۔ مزید ظلم یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی توحید کے بیان پر آیات اُس کے سامنے آئیں تو اُنہیں جھٹلا دے۔ جب روز قیامت اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو جمع کرے گا تو اُس روز یہ لوگ جھوٹی قسم اٹھا کر اپنے شرک کے جرم سے مکر جائیں گے۔ گویا جھوٹ بولنا ایک ایسی خبیث حرکت ہے جو چھوٹی نہیں۔ دنیا میں جھوٹ بولنے والے آخرت میں بھی جھوٹ بولیں گے لیکن یہ جھوٹ اُن کے کام نہ آئے گا۔ اُن کے جھوٹے معبود اُنہیں عذاب سے بچانہ سکیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

دوسروں کو گمراہ کرنے والوں کا انجام

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ لَا جُنْدَ لَهُمْ إِلَّا قُوتُهُمْ وَآيَاتُهُمْ	اے نبی! اُن میں سے ایسے بھی ہیں جو سنتے ہیں کان لگا کر آپ کی طرف
وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ	اور ہم نے ڈال دیے ہیں اُن کے دلوں پر پردے کہ وہ سمجھ سکیں بات
وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَأَنْ يَّذَرُوا كَلَّ آيَةٍ	اور اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور اگر وہ دیکھ لیں ہر معجزہ
لَا يُؤْمِنُوا بِهَا	وہ ایمان نہیں لائیں گے اُس پر
حَتَّى إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ	یہاں تک کہ جب وہ آتے ہیں آپ کے پاس جھگڑتے ہیں آپ سے
يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا	کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝	یہ قرآن نہیں ہے مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔
وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ	اور وہ روکتے ہیں قرآن سے
وَيَنْهَوْنَ عَنْهُ	اور خود بھی دور رہتے ہیں اُس سے
وَأِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ	اور وہ ہلاک نہیں کر رہے مگر اپنے آپ کو

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٢١﴾	اور وہ نہیں سمجھتے۔
وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَى النَّارِ	اور کاش! آپ دیکھیں جب وہ کھڑے کیے جائیں گے
فَقَالُوا يَلَيْتَنَا نُرَدُّ	تو فریاد کریں گے اے کاش! ہم لوٹا دیئے جائیں
وَلَا نُكَذِّبُ بِآيَاتِ رَبِّنَا	اور نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیات کو
وَنَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢﴾	اور ہم ہو جائیں مومنوں میں سے۔
بَلْ بَدَأَ لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ	بلکہ ظاہر ہو جائے گا اُن کے لیے جو وہ چھپاتے تھے اس سے پہلے
وَلَوْ رَدُّوا	اور اگر وہ لوٹا دیئے جائیں
لَعَادُوا إِلَيْنَا نُهَوِّعَهُ	تو ضرور پھر سے کریں گے وہی انہیں روکا گیا تھا جس سے
وَأَنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٢٣﴾	اور بے شک وہ واقعی جھوٹے ہیں۔

سردارانِ قریش، عوام پر یہ تاثر دینے کے لیے کہ انہیں نبی اکرم ﷺ سے خدا واسطے کا بیر نہیں ہے، آپ ﷺ کی محفل میں آتے اور بظاہر بڑی توجہ سے کلام اللہ سنتے۔ محفل سے باہر جا کر کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ گزرے ہوئے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ وہ خود بھی حق کو قبول نہ کرتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے۔ گویا وہ دہرے مجرم تھے۔ نہ صرف اپنا بلکہ جو لوگ اُن کی وجہ سے راہِ حق سے دور ہو رہے تھے، اُن کے گناہوں کا بوجھ بھی اپنے اوپر لا رہے تھے۔ وہ سمجھتے نہیں تھے کہ خود ہی اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں؟ روزِ قیامت جب یہ جہنم کی ہولناک آگ کو دیکھیں گے تو فریاد کریں گے کہ انہیں دنیا میں ایک بار پھر جا کر اصلاح کا موقع دیا جائے۔ لیکن اُن کے پیدا کرنے والے علیم وخبیر مالک کا ارشاد ہے کہ اُن کا یہ کہنا ایک

جھوٹ اور فریب ہے۔ اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج بھی دیا جائے تو یہ دوبارہ حق کے ساتھ دشمنی کا طرزِ عمل ہی اختیار کریں گے۔

آیات ۲۹ تا ۳۱

آخرت کی تیاری سے غفلت کا انجام

وَقَالُوا إِن هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا	اور وہ کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی
وَمَا نَحْنُ بِبَعُوثِينَ ﴿۲۹﴾	اور نہیں ہیں ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے۔
وَلَوْ تَرَىٰ	اور اے نبی! کاش! آپ دیکھیں
إِذْ وَقَفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ	جب وہ کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے
قَالَ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ	پوچھے گا اللہ کیا نہیں ہے یہ حق؟
قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا	وہ کہیں گے کیوں نہیں! (حق ہے) ہمارے رب کی قسم
قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ	فرمائے گا اللہ چکھو عذاب
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۰﴾	اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ	یقیناً خسارے میں رہے وہ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی ملاقات کو
حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً	یہاں تک کہ جب آئے گی ان کے پاس قیامت اچانک
قَالُوا يَحْسِرُنَا	وہ کہیں گے ہائے ہمارا افسوس!

۳۰

اُس پر جو ہم نے کوتاہی کی اس کے بارے میں	عَلَى مَا فَرَّطْنَا فِيهَا
اور وہ اٹھائے ہوئے ہوں گے اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر	وَهُمْ يَحِثُّونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ
سن لو! برا ہے جو وہ بوجھ اٹھائیں گے۔	الْأَسَاءَ مَا يَزِرُّونَ ③۱

مشرکین مکہ میں سے ایک گروہ وہ بھی تھا جو کہتا تھا کہ زندگی صرف دنیا ہی کی زندگی ہے۔ مرنے سے قبل جو عیش کرنی ہے کر لو، ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ البتہ روزِ قیامت جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تو مان لیں گے کہ دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ تھی اور اصل زندگی تو آخرت ہی کی ہے۔ اب اُن سے کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ بلاشبہ وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے آخرت کی زندگی کی تیاری کے حوالے سے غفلت کا جرم کیا۔ روزِ قیامت اپنی اس غفلت پر وہ افسوس کریں گے لیکن یہ افسوس اب فائدہ نہ دے گا۔ گناہوں کا بوجھ اُنہیں دائمی اذیت سے دوچار کر دے گا۔

آیت ۳۲

دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ ہے

اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشاً	وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ
اور یقیناً آخرت کا گھر بہتر ہے اُن کے لیے جو اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہیں	وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ
تو کیا تم نہیں سمجھتے؟	أَفَلَا تَعْقِلُونَ ③۲

اس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ دنیا کی زندگی محض ایک ڈرامہ ہے۔ یہاں عارضی طور پر ہر فرد کو ایک کردار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کردار کو ادا کرنے کے لیے ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ جس نے ان ہدایات کو فراموش کر دیا وہ ذلت و رسوائی سے دوچار

ہوگا۔ اس کے برعکس اگر جس نے اپنا کردار اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق ادا کیا تو وہ ایوارڈ یعنی اجر کا مستحق ہوگا۔ یہ اجر آخرت میں دیا جائے گا۔ بلاشبہ آخرت کا اجر بہتر بھی ہوگا اور دائمی بھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْغَىٰ (آخرت بہتر بھی ہے اور ہمیشہ رہنے والی بھی)۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

نبی اکرم ﷺ کو صبر کی تلقین

اے نبی! یقیناً ہم جانتے ہیں بے شک وہ بات واقعی غمگین کرتی ہے آپؐ کو جو وہ کہہ رہے ہیں	قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ
تو بے شک وہ نہیں جھٹلا رہے آپؐ کو	فَإِنَّهُمْ لَا يَكْذِبُونَكَ
اور لیکن یہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں۔	وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾
اور یقیناً جھٹلائے گئے رسولؐ آپؐ سے پہلے	وَلَقَدْ كَذَّبْتَ رَسُولٌ مِّنْ قَبْلِكَ
تو انہوں نے صبر کیا اس پر جو وہ جھٹلائے گئے	فَصَبِرْ وَاعْلَىٰ مَا كَذَّبُوا
اور وہ ستائے گئے یہاں تک کہ آگئی اُن تک ہماری مدد	وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا
اور نہیں کوئی بدلنے والا اللہ کی باتوں کو	وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ
اور یقیناً آچکی ہیں آپؐ کے پاس کچھ خبریں رسولوںؐ کی۔	وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَّبَايَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾

مشرکین مکہ کی مخالفت اور گستاخیوں کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کا دل دکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دی کہ مشرکین آپ ﷺ کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے دشمن ہیں۔ اگر آپ ﷺ آج انہیں یہ کلام سنانا چھوڑ دیں تو وہ آپ ﷺ کو ماضی کی طرح الْصَّادِقُ اور الْأَمِينُ کہنا شروع کر دیں گے۔ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کو اذیتیں دی

گئیں۔ جب وہ صبر کے امتحان میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کے شامل حال ہوئی۔ حق پرستوں کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ ایک طویل مدت تک آزمائشوں کی بھٹی میں تپائے جائیں۔ اپنے صبر، ایثار، خلوص، ایمان کی پختگی اور توکل علی اللہ کا امتحان دیں۔ مصائب اور مشکلات کے دور سے گزر کر اپنے اندر وہ صفات پروان چڑھائیں جو صرف اسی دشوار گزار گھاٹی میں پرورش پا سکتی ہیں۔ اچھے اخلاق و حسن سیرت کے ہتھیاروں سے جاہلیت پر فتح حاصل کر کے دکھائیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی نصرت ٹھیک اپنے وقت پر اُن کی دستگیری کے لیے آ پہنچے گی۔ وقت سے پہلے وہ کسی کے لائے نہیں آ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کی کش مکش کے لیے جو قانون بنا دیا ہے اسے تبدیل کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ فرمائشی معجزہ نہیں دکھائے گا

وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ	اور اے نبی! اگر گراں گزرتا ہے آپ پر اُن کا بے رخی کرنا
فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ	تو اگر آپ سے ہو سکے تو تلاش کر لیں کوئی سرنگ زمین میں
أَوْ سَلْمًا فِي السَّمَاءِ	یا کوئی سیڑھی آسمان کی طرف
فَتَأْتِيَهُمْ بَأْيَةٌ	پھر لے آئے اُن کے پاس کوئی معجزہ
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهَدْيِ	اور اگر چاہتا اللہ تو جمع کر دیتا انہیں ہدایت پر
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٥﴾	تو آپ ہر گز نہ ہوں جذباتی لوگوں میں سے۔
إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْعَوْنَ ۚ	بے شک صرف وہی بات قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں

وَالْبَاقِيَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ	اور جو مُردے ہیں، اُٹھائے گا انہیں اللہ
ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿۳۹﴾	پھر اُسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہماری فرمائش کے مطابق معجزہ دکھائیے۔ نبی اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ فرمائی معجزہ دکھا دے، شاید اُسے دیکھ کر مطالبہ کرنے والے ایمان لے آئیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بظاہر سخت الفاظ میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ آپ ﷺ کی شدید خواہش کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکین کی فرمائش کے مطابق معجزہ ظاہر نہیں کرے گا۔ اگر آپ ﷺ سمجھتے ہیں کہ معجزہ دیکھ کر مشرکین حق قبول کر لیں گے تو آسمان پر چڑھ کر یازمین میں اتر کر کوئی معجزہ لے آئیں۔ اگر لوگوں کو زبردستی معجزے دکھا دیکھا کر ہدایت پر لانا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسا کر چکا ہوتا مگر اس سے وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جس کی خاطر انسان کو عقل اور قوتِ ارادہ و اختیار دے کر آزمائش کی خاطر اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مشرکین انسانی اعتبار سے مرچکے ہیں۔ وہ صرف حیوانی اعتبار سے زندہ ہیں۔ آپ ﷺ ان مردوں کو حق کا پیغام نہیں سنا سکتے اور نہ ہی وہ کوئی معجزہ دیکھ کر حق قبول کرنے والے ہیں۔

آیات ۷ تا ۳۹

قدرت کے معجزات چہار طرف موجود ہیں

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ	اور وہ کہتے ہیں کیوں نہیں اتارا گیا اُن پر کوئی معجزہ اُن کے رب کی طرف سے؟
قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْزِلَ آيَةً	اے نبی! فرمائیے بے شک اللہ قادر ہے اس پر کہ اتارے کوئی معجزہ
وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾	اور لیکن اُن کے اکثر جانتے نہیں ہیں۔

اور نہیں ہے کوئی جاندار زمین میں	وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ
اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دوپروں سے	وَلَا طَيْرٍ يَّطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ
مگر وہ اُمّتیں ہیں تمہاری طرح	إِلَّا أُمَّةٌ أَمَّتَكُمْ
ہم نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز	مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ
پھر اپنے رب کی طرف وہ سب جمع کیے جائیں گے۔	ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾
اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو	وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، تاریکیوں میں پڑے ہیں	صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ
جس کے بارے میں چاہے اللہ گمراہ کر دیتا ہے اُسے	مَنْ يَشَأِ اللَّهُ يُضِلَّهُ
اور جسے چاہتا ہے لگا دیتا ہے سیدھے راستے پر۔	وَمَنْ يَشَأِ يُجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین معجزہ طلب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر معجزہ دکھانے پر قادر ہے لیکن مشرکین نہیں سمجھ رہے کہ اس کے نتائج کیا نکلیں گے۔ اگر وہ فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انتہائی سخت عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔ وہ غور کریں تو ان کے چہار طرف اللہ تعالیٰ کے حیرت انگیز معجزات موجود ہیں۔ انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کا باہمی نظم بھی ایک معجزہ سے کم نہیں۔ جانور، پرندے، حشرات الارض ایک ساتھ رہتے، ایک نظم کے تحت کام کرتے اور مشکلات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے نظر آتے ہیں۔ اب جو معنوی اعتبار سے اندھے ہو چکے ہیں وہ قدرت کی ان نشانیوں سے کہاں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں؟

آیات ۴۰ تا ۴۱

مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جاتا ہے

قُلْ أَرَأَيْتُمْ	اے نبی! فرمائیے کیا تم دیکھتے ہو
إِنْ أَنْتُمْ عَذَابُ اللَّهِ	اگر آجائے تم پر اللہ کا عذاب
أَوْ أَنْتُمْ السَّاعَةُ	یا آجائے تم پر قیامت
أَخِيرَ اللَّهُ تَدْعُونَ	کیا اللہ کے سوا کسی اور کو تم پکارو گے؟
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴۰﴾	اگر تم سچے ہو۔
بَلْ إِلَٰهَ تَدْعُونَ	بلکہ صرف اُسی کو تم پکارو گے
فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ	تو وہ دور کر دے گا اُس مشکل کو تم پکارتے ہو جس کے لیے
إِنْ شَاءَ	اگر وہ چاہے گا
وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿۴۱﴾	اور تم بھول جاؤ گے انہیں جن کو تم شریک کرتے تھے۔

﴿۴۱﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو یاد دلایا کہ جب تم پر کوئی بڑی آفت آتی ہے یا موت اپنی بھیانک صورت کے ساتھ سامنے آکھڑی ہوتی ہے تو تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ اس مشکل میں تمہارے معبودانِ باطل تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں تمام مشکلات سے نکالتا ہے۔ ایسے موقع پر مشرکین ہی کیا دہرے یہ قسم کے لوگوں کی زبان پر بھی بے اختیار اللہ تعالیٰ کا نام آجاتا ہے اور وہ اُسے پکارنے لگتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا پرستی اور توحید کی

شہادت ہر انسان کے نفس میں موجود ہے۔ اُس پر غفلت و جہالت کے خواہ کتنے ہی پردے ڈال دیے گئے ہوں، مگر پھر بھی کبھی نہ کبھی وہ ابھر کر سامنے آ ہی جاتی ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

اللہ تعالیٰ آفات جھنجھوڑنے کے لیے بھیجتا ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ	اور اے نبی! یقیناً ہم نے بھیجے رسول اُمتوں کی طرف آپ سے پہلے
فَاَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَآءِ	پھر ہم نے پکڑا انہیں سختیوں اور تکلیفوں کے ساتھ
لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾	تاکہ وہ گڑگڑائیں۔
فَلَوْلَا اِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا	تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب آئی اُن پر ہماری سختی
تَضَرَّعُوا	تو وہ گڑگڑاتے
وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ	اور لیکن سخت ہو گئے اُن کے دل
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾	اور خوشنما کر دیا اُن کے لیے شیطان نے اُسے جو وہ کیا کرتے تھے۔
فَلَبَّآ نَسُوا مَا ذُكِّرُوْا بِهِ	پھر جب اُنہوں نے بھلا دیا اُسے، انہیں نصیحت کی گئی تھی جس سے
فَتَحْنَأْ عَلَيْهِمُ ابْوَابُ كُلِّ شَيْءٍ	ہم نے کھول دیے اُن پر دروازے ہر چیز کے
حَتّٰى اِذَا فَرِحُوا بِمَا اُوْتُوْا	یہاں تک کہ جب وہ اترانے لگے اُس پر جو انہیں دیا گیا تھا

اَخَذَ لَهُمْ بَغْتَةً	ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک
فَاَذَاهُمْ مُبْلِسُونَ ﴿۳۷﴾	تو اُس وقت وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔
فَقَطَّعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا	پھر کاٹ دی گئی جڑ اُس قوم کی جس نے ظلم کیا تھا
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۸﴾	اور کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت بیان کی گئی کہ جب بھی اُس نے کسی نبیؐ کو بھیجا تو ساتھ ہی اُس نبیؐ کی قوم پر کچھ آفات نازل کیں تاکہ اُن کے دل نرم ہوں اور وہ نبیؐ کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ ایسی آفت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو انسان کو اُس کی طرف متوجہ کر دے۔ البتہ بد قسمتی سے اکثر و بیشتر قومیں آفات کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ نہ اُن پر رقت طاری ہوئی اور نہ اُنہوں نے گڑ گڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ جب اُن کی نافرمانی حد سے گزرنے لگی تو اب ایک خطرناک آزمائش میں اُن کو مبتلا کیا گیا۔ اُن پر دنیا کی نعمتوں راحتوں اور کامیابیوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اس عیش میں وہ مزید غفلت کا شکار ہوئے اور انجام کار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں برے عذاب سے دوچار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے زمین کو ان ظالموں کی گندگی سے پاک کر دیا تاکہ مظلوم لوگ اُن کے ظلم و ستم سے نجات پا کر اپنی زندگی آرام اور چین سے گزار سکیں۔

آیات ۴۶ تا ۴۹

مشرکین کے لیے جھنجھوڑنے کا اسلوب

قُلْ ارْءَيْيْتُمْ	اے نبیؐ! فرمائیے کیا تم دیکھتے ہو
اِنْ اَخَذَ اللَّهُ سَعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ	اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں
وَاَخْتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ	اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر

تو کون سا معبود ہے اللہ کے سوا جو لادے تمہیں یہ سب؟	مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ
دیکھئے کیسے ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں آیات	أُنْظُرْ كَيْفَ نَصَرِفُ الْآيَاتِ
پھر بھی وہ رُخ پھیرے جاتے ہیں۔	ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٣٦﴾
فرمائیے کیا تم دیکھتے ہو	قُلْ أَرَأَيْتُمْ
اگر آجائے تم پر اللہ کا عذاب اچانک	إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً
یا پہلے سے ظاہر ہو کر	أَوْ جَهْرَةً
تو کون ہلاک کیا جائے گا سوائے ظالموں کے؟	هَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الظَّالِمُونَ ﴿٣٧﴾
اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو	وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ
مگر خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر	إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ
تو جو لوگ ایمان لائے اور اپنی اصلاح کرتے رہے	فَمَنْ أَمَنَ وَأَصْلَحَ
تو نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔	فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾
اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو	وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
پہنچے گا انہیں عذاب اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔	يَمْسُهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٩﴾

ان آیات میں مشرکین سے جھنجھوڑنے کے انداز میں پوچھا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت و بصارت چھین لے اور تمہیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کر دے تو کوئی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو یہ نعمتیں تمہیں دوبارہ عطا کر سکے؟ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے

تو بتاؤ وہ ظلم و ستم کرنے والوں کو ہلاک کرے گا یا مظلومین کو؟ اللہ تعالیٰ نے رسولوںؐ کو رحمت بنا کر بھیجتا کہ وہ نوعِ انسانی کو نیک اعمال پر بشارت دیں اور برے اعمال کے حوالے سے انجامِ بد سے خبردار کر دیں۔ اب جو خوش نصیب رسولوںؐ کی باتوں پر ایمان لا کر اپنی اصلاح کرے گا ہمیشہ ہمیشہ کے امن و سکون سے ہمکنار ہوگا۔ جس نے رسولوںؐ کی دعوت جھٹلا دی وہ اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا شکار ہوگا۔

آیت ۵۰

نبی اکرم ﷺ کو اظہارِ عاجزی کا حکم

اے نبی! فرمائیے میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں	قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ
اور نہ ہی میں جانتا ہوں کل غیب	وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ
اور نہ ہی میں کہتا ہوں تم سے کہ بے شک میں فرشتہ ہوں	وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ
میں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف	إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ
فرمائیے کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا؟	قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ
تو کیا تم غور نہیں کرتے؟	أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ۝

۵۰

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ مخالفین سے پوچھیے کہ تم مجھ سے معجزہ کیوں مانگتے ہو حالانکہ نہ میرے اختیار میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کے تمام حقائق جانتا ہوں اور نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا دعویٰ فقط یہ ہے میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اُس کی طرف سے آنے والی وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ میں وحی کی بنیاد پر حقائق

دیکھ رہا ہوں جبکہ تم جان بوجھ کر حق کے حوالے سے اندھے بنے ہوئے ہو۔ بتاؤ کیا دیکھنے والا اور حق سے نظریں چرانے والا برابر ہو سکتے ہیں؟

آیت ۵۱

قرآن سے ہدایت کس کو ملے گی؟

اور اے نبی! خبردار کیجئے اس قرآن کے ساتھ انہیں جو ڈرتے ہیں کہ وہ جمع کیے جائیں گے اپنے رب کی طرف	وَإِنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ
نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ ہی کوئی سفارشی	لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ
تاکہ وہ بچ جائیں۔	لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ آپ ﷺ ایسے ہی لوگوں کو قرآن کے ذریعہ خبردار کر سکتے ہیں جن کو یقین ہو کہ مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ پھر وہ اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ وہاں پر ان کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ ہی سفارش کرنے والا۔ ایسا یقین رکھنے والے لوگ ہی قرآن سے ہدایت حاصل کریں گے اور پھر ان کے سیرت و کردار کی اصلاح ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں ایسے مدہوش ہیں کہ انہیں نہ موت کی فکر ہے نہ آخرت میں جوابدہی کا احساس، ان پر کوئی نصیحت کارگر نہ ہوگی۔ اسی طرح ان پر بھی اس کا کچھ اثر نہ ہوگا جو اس بے بنیاد بھروسے پر جی رہے ہیں کہ دنیا میں ہم جو چاہیں کرتے رہیں، ہم فلاں کے دامن سے وابستہ ہیں، وہ آخرت میں ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوالے گا۔

آیات ۵۲ تا ۵۳

اے نبی ﷺ! فقراء کو اپنی قربت سے محروم نہ کریں

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ	اے نبی! دور نہ کیجئے انہیں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ	وہ چاہتے اُس کی رضا
مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ	نہیں آپ کے ذمہ اُن کے حساب سے کچھ بھی
وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ	اور نہ آپ کے حساب سے اُن کے ذمہ ہے کچھ بھی
فَتَطْرُدَهُمْ	پھر بھی اگر آپ نے دور کیا انہیں
فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾	تو آپ ہو جائیں گے انصاف نہ کرنے والوں میں سے۔
وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ	اور اسی طرح ہم نے آزمائش کی اُن میں سے بعض کی بعض کے ساتھ
لِيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا	تاکہ (مالدار) کہیں کہ کیا یہ ہیں وہ (فقراء) احسان کیا ہے اللہ نے جن پر ہمارے درمیان میں سے
أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿٥٣﴾	کیا نہیں ہے اللہ زیادہ جاننے والا شکر کرنے والوں کو۔

سردارانِ قریش اپنی دولت و سیادت کی بنیاد پر مکہ کے فقراء، غرباء اور غلاموں کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اُن کے ساتھ کسی محفل میں بیٹھنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔ معجزہ کی طلبی کے علاوہ سردارانِ قریش کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ ایمان لانے

والے فقراء اور غرباء سے کنارہ کشی کر لیں۔ انہیں یہ حیرت تھی کہ اگر ایمان واقعی ایک نعمت ہے تو یہ فقراء و غرباء کو کیوں مل گئی؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں شکر گزاروں کو ہی دیتا ہے۔ اُس کے نزدیک اہمیت دولت و ثروت کی نہیں بلکہ پاکیزہ سیرت و کردار کی ہے۔ نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ غافلین کے مطالبہ پر ہر گز ان مومنوں کو اپنی قربت سے محروم نہ کریں جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور ہر وقت اُسی کی رضا کے طلب گار ہیں۔

آیات ۵۴ تا ۵۵

فقراء کی عزت افزائی کا حکم

اور اے نبی! جب آئیں آپ کی خدمت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیات پر	وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا
تو فرمائیے سلامتی ہو تم پر	فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
لازم کر لی ہے تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت	كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ
بے شک وہ جس نے کی تم میں سے برائی نادانی سے	أَنَّهُ مَن عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ
پھر اُس نے توبہ کر لی اس کے بعد اور اصلاح کر لی	ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ
تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۵۴﴾
اور اسی طرح ہم واضح کرتے ہیں آیات	وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الْآيَاتِ
اور تاکہ ظاہر ہو جائے راستہ مجرموں کا۔	وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ﴿۵۵﴾

مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن سے زمانہ جاہلیت میں کئی بڑے گناہ سرزد ہو چکے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اُن کی زندگیاں بالکل بدل گئی تھیں، لیکن مخالفین اسلام اُن کو سابقہ گناہوں پر طعن دیتے تھے۔ اس پس منظر میں نبی اکرم ﷺ کو فرمایا جا رہا ہے کہ وہ اہل ایمان کو تسلی دیں۔ اُنہیں بتائیں کہ اُن کا رب بڑا غفور اور رحیم ہے۔ اُس کی رحمت بڑی وسیع ہے اور تم پر اُس کی طرف سے سلامتی ہے۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو وہ پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ وہ یقیناً تمہاری اسلام لانے سے پہلے کی برائیوں کو معاف فرما دے گا۔ یہ خوشخبری تو مومنوں کے لیے ہے البتہ جو مجرمین مومنوں کو اُن کے سابقہ گناہوں پر طعن دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے خبیث کردار کو اپنی آیات کے ذریعہ واضح کرتا رہے گا تاکہ وہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں۔

آیات ۵۶ تا ۵۸

مشرکین کی طرف سے سمجھوتے کی پیشکش

قُلْ إِنِّي نُهِيتٌ	اے نبی! فرمائیے بے شک مجھے روک دیا گیا ہے
أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ	کہ میں عبادت کروں اُن کی جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ	فرمائیے میں پیروی نہیں کروں گا تمہاری خواہشات کی
قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا	یقیناً میں گمراہ ہو جاؤں گا تب تو
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿۵۶﴾	اور میں نہیں رہوں گا ہدایت پانے والوں میں سے۔
قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي	فرمائیے بے شک میں ایک واضح دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے

وَكَذَّبْتُمْ بِهِ	اور جھٹلادیا ہے تم نے اُسے
مَا عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ	نہیں ہے میرے پاس وہ تم جلدی مانگ رہے ہو جسے
إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ	نہیں ہے فیصلے کا اختیار مگر صرف اللہ کے لیے
يَقْضُ الْحَقُّ	وہ بیان فرماتا ہے حق
وَهُوَ خَيْرُ الْفَصِلِينَ ﴿٥٤﴾	اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔
قُلْ لَّوْ أَنِّي عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ	فرمائیے اگر واقعی میرے پاس ہوتا وہ تم جلدی مانگ رہے ہو جسے
لَقَضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ	یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا معاملہ کا میرے اور تمہارے درمیان
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿٥٥﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے ظالموں کو۔

مکی دور کے آخر میں مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ایک سمجھوتا (deal) کر لیں۔ اس سمجھوتے کے تحت آپ ﷺ ایک معین عرصہ تک مشرکین کے بتوں کی پوجا کریں۔ پھر مشرکین بھی اتنے عرصہ تک صرف معبود واحد یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ ان آیات میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو سختی سے رد کر دیں اور صاف صاف کہہ دیں کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا۔

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے

شرکت میانہء حق و باطل نہ کر قبول

پھر مشرکین یہ مطالبہ کرنے لگے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم پر عذاب لے آئیں۔ جواب دیا گیا کہ عذاب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر یہ نبی ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو معاملہ بہت پہلے ہی چکا دیا جاتا۔

آیت ۵۹

اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کا بیان

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ	اور اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں
لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ	کوئی نہیں جانتا انہیں سوائے اُس کے
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے
وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا	اور نہیں گرتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اُسے
وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ	اور نہیں کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں
وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ	اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز
إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿۵۹﴾	مگر وہ ہے ایک واضح کتاب میں۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کی بیکراں وسعتوں کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس آیت میں واضح کیا گیا کہ کل غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ابھی وجود میں نہیں آئیں، یا وجود میں تو آچکی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ہر اُس شے کو جو زمین میں ہے اور ہر اُس شے کو جو سمندروں میں ہے۔ زمین پر موجود کسی درخت کا پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اُسے جانتا ہے۔ کوئی بیج زمین کی تاریکی میں نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی خشک یا تر شے ہوتی ہے مگر سب کا علم اُس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر انسان کو ہر وقت یاد رہے کہ ایک علیم وخبیر اور زبردست ہستی نہ صرف میرے اعمال بلکہ نیت اور دلی ارادوں سے بھی واقف ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے لازماً پرہیز کرے گا۔ انسان کے کردار کو پاکیزہ بنانے کا یہ ایک اکسیر نسخہ ہے۔

آیت ۶۰

وفات کا اطلاق نیند پر بھی ہوتا ہے

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ	اور وہی ہے اللہ جو قبضہ میں لے لیتا ہے تمہیں رات کو
وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ	اور جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر چکے ہو دن میں
ثُمَّ يَبْعَثُكُم فِيهِ	پھر اٹھاتا ہے تمہیں دن میں
لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى	تاکہ پوری ہو جائے مقررہ مدت (تمہاری زندگی کی)
ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ	پھر اُسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے
ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝	پھر وہ بتادے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں لفظ وفات کا اطلاق انسان کی نیند پر کیا گیا ہے۔ قادیانی سورہ آل عمران کی آیت ۵۵ کے حوالے سے اس لفظ کو صرف موت کے لیے مخصوص کر کے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کرتے ہیں اور اُن کے آسمان کی طرف زندہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں۔ اس لفظ کے اصل معنی ہیں لے لینا۔ نیند میں اللہ تعالیٰ انسان کا شعور لیتا ہے، موت کے وقت روح اور جان، جبکہ حضرت عیسیٰؑ کو تو اللہ تعالیٰ نے جسم، جان اور روح سمیت لے لیا۔ اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر انسان دن میں کیا کر رہا ہے۔ پھر رات کو وہ اُس کا شعور لے کر اُسے سلا دیتا ہے۔ صبح پھر بیدار کرتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے شب و روز مکمل کرے۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اُسے بتادے گا کہ اُس نے یہ شب و روز کس حال میں بسر کیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس روز سرخرو فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۱ تا ۶۲

انسان سراپا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ	اور وہ اللہ غالب ہے اپنے بندوں پر
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً	اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان
حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ جب آتی ہے کسی کو تم میں سے موت
تَوَفَّيْتُهُ رُسُلَنَا	تو لے لیتے ہیں اُسے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے
وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾	اور وہ کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔
ثُمَّ رُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ	پھر وہ لوٹائے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو اُن کا حقیقی مالک ہے
أَلَا لَهُ الْحُكْمُ	جان لو اُسی کے اختیار میں ہے فیصلہ
وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَسِبِينَ ﴿٦٢﴾	اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے۔

ان آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان سراپا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ انسان ہر اعتبار سے اُس کا محتاج ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مرنے پر بھی مجبور ہے اور زندگی کے دن پورے کرنے پر بھی۔ جب تک اُس کی موت کا متعین وقت نہ آئے خواہ وہ کیسے ہی حوادث سے دوچار ہو فرشتے اُس کی جان کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ معین وقت آجاتا ہے کوئی حکیم، کوئی ڈاکٹر یا اُس کا مال و دولت اور اُس کے نہایت قریبی رشتہ دار اُسے موت کے منہ سے بچا نہیں سکتے۔ پھر موت سے معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔ انسان کو دوبارہ زندہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اُسے وہاں پوری زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

ہر مصیبت اور کرب سے اللہ تعالیٰ ہی بچاتا ہے

اے نبی! پوچھیے کون بچاتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں	قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
تم پکارتے ہو اُسے گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے	تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً
(کہتے ہو) اگر بچالیا اللہ نے ہمیں اس سے	لَّيِّنٌ اَنْجَدَنَا مِنْ هٰذِهِ
تو ہم ضرور ہو جائیں گے شکر گزاروں میں سے۔	لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾
فرمائیے اللہ ہی بچاتا ہے تمہیں اس سے	قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا
اور ہر دکھ سے	وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ
پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔	ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

ان آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ انسان خواہ سمندر میں سفر کر رہا ہو یا خشکی میں، اگر کوئی ایسا حادثہ پیش آجائے کہ موت سامنے کھڑی نظر آئے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر مصیبت اور کرب سے بچانے والا صرف وہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشکل وقت میں مشرک کو اپنے سب دیوی دیوتا اور بزرگ بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی یاد آتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا منکر اور دہریہ بھی بے اختیار اُس سے فریاد کرنے لگتا ہے۔ انسان وعدہ کرتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں ضرور اُس کا فرمانبردار بن جاؤں گا۔ جب اللہ تعالیٰ اُسے مصیبت سے بچالیتا ہے تو وہ نہ صرف اپنا وعدہ فراموش کر دیتا ہے بلکہ دوسری ہستیوں کو مصیبت سے نکالنے والا قرار دے کر شرک کرتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

آیات ۶۵ تا ۷۷

اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تین صورتیں

اے نبی! فرمائیے وہ (اللہ) قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے	قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ
یا تمہارے قدموں کے نیچے سے	أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ
یا باہم ٹکرا دے تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے	أَوْ يُلْهِيَكُمْ شَيْعًا
اور چکھائے تم میں سے کچھ کو دوسرے کی قوت کا مزہ	وَيَذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ
دیکھئے کیسے ہم طرح طرح سے آیات بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔	أَنْظُرْ كَيْفَ نَصَرِفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ۝۶۵
اور جھٹلا دیا اسے آپ کی قوم نے جبکہ یہ حق ہے	وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ
فرمائیے نہیں ہوں میں تم پر ذمہ دار۔	قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝۶۶
ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے	لِكُلِّ نَبَأٍ مُّسْتَقَرٌّ ۝۶۷
اور جلد ہی تم جان لو گے۔	وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝۶۸

ان آیات میں آگاہ کیا گیا ہے کہ نافرمانوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تین صورتیں واقع ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ آسمان سے کوئی آفت نازل فرمادے جیسے طوفانِ باد و باران، کڑک، بجلی کا گرنا، تیز آندھی، پتھروں کی بارش وغیرہ۔ دوسری یہ کہ زمین سے اُس کا عذاب ظاہر ہو جائے جیسے سیلاب، زلزلے اور زمین میں دھنس جانا وغیرہ۔ تیسری یہ کہ وہ فرقہ، زبان یا نسل کی بنیاد پر باہم

گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی قوت کا مزہ چکھا دے۔ مشرکین مکہ کو خبردار کیا گیا کہ تم تک ہماری دعوت پہنچانے کا حق نبی اکرم ﷺ نے ادا کر دیا ہے۔ تم نے اس دعوتِ حق کو جھٹلادیا ہے لہذا اب عذاب کی کسی ایک صورت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آج ہم مسلمانوں پر تینوں قسم کے عذاب واقع ہو رہے ہیں۔ یہ ہماری سرکشی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کا ہی نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ اور اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۸ تا ۶۹

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا	اور جب تم دیکھو ایسے لوگوں کو جو نکتہ چینیاں کر رہے ہیں ہماری آیات میں
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ	تو الگ ہو جاؤ اُن سے
حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ	یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی اور بات میں
وَأَمَّا يُنْسِيكَ الشَّيْطَانُ	اور اگر غافل کر ہی دے تمہیں شیطان
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾	تو مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ۔
وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ	اور نہیں ہے اُن پر جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اُن کے حساب میں سے کچھ بھی
وَالَّذِينَ ذَكَرُوا	اور لیکن نصیحت کرنا ہے
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٦٩﴾	تاکہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔

ان آیات میں مسلمانوں کو ایک اہم اصولی ہدایت دی گئی ہے کہ جس کام کا خود کرنا گناہ ہے اُس کے کرنے والوں کی مجلس میں شریک رہنا بھی گناہ ہے۔ اسی حوالے سے حکم دیا گیا کہ اگر کسی محفل میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اس محفل کا بائیکاٹ کر دیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو جرات نہ ہو کہ وہ تمہارے سامنے شریعت کا مذاق اڑا سکے۔

تیرے عشق کی کرامت یہ نہیں تو کیا ہے

میرے پاس سے نہ گزرا کبھی بے ادب زمانہ

مزید ارشاد ہوا کہ مومنوں پر نافرمانوں کے کسی عمل کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ضروری نہیں کہ نافرمانوں سے بحث و مناظرہ کر کے انہیں قائل کر کے ہی چھوڑا جائے۔ مومنوں کا فرض صرف یہ ہے کہ انہیں درد مندی سے نصیحت کریں، شاید کہ وہ اپنی روش سے باز آجائیں۔ اگر وہ نہ مانیں تو ان سے بحث کر کے اپنا وقت اور اپنی قوتیں ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔

آیت ۷۰

دین کو کھیل تماشا بنانے والوں کا انجام

اور چھوڑ دو انہیں جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا	وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا
اور دھوکہ میں ڈال دیا ہے انہیں دنیوی زندگی نے	وَغَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا
اور نصیحت کرو قرآن سے	وَذَكِّرْ بِهِ
کہ پکڑا نہ جائے کوئی فرد اُس کی وجہ سے جو اُس نے کمایا	أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ
نہیں ہوگا اُس کے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی سفارشی	لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

وَأِنْ تَعَدِلْ كُلَّ عَدْلٍ	اور اگر وہ فدیہ میں دے ہر بدلہ
لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا	نہیں لیا جائے گا اُس سے
أُولَئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا	یہی وہ لوگ ہیں جو پکڑے گئے ہیں اُس کی وجہ سے جو اُنہوں نے کمایا
لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ	اُن کے لیے پینے کی چیز ہے کھولتے ہوئے پانی میں سے
وَعَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝	اور دردناک عذاب ہے اِس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

۷

اِس آیت میں ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ مشرکین مکہ نماز کے دوران سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے، جیسے ہمارے یہاں بزرگانِ دین کے مزارات پر ڈھول بجائے جاتے ہیں اور دھمال ڈالے جاتے ہیں۔ قوالی اور نعت پڑھنے کے لیے بھی آلاتِ موسیقی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اِس آیت میں تلقین کی گئی کہ اُنہیں قرآنِ حکیم کے ذریعہ نصیحت کی جائے۔ اُنہیں خبردار کر دیا جائے کہ اگر وہ اپنی روش سے باز نہ آئے تو روزِ قیامت اُن کا کوئی حمایتی یا سفارشی نہ ہوگا۔ نہ ہی اُن سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ جہنم میں کھولتا ہوا مشروب اور دردناک عذاب اُن کا مقدر ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ آمین

آیات ۷۱ تا ۷۲

جماعتی زندگی کی برکت

قُلْ أَدْعُوْا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا	اے نبی! فرمائیے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا اُنہیں جو نہ نفع پہنچا سکیں ہمیں اور نہ نقصان دے سکیں ہمیں
--	--

وَنُرْدُّ عَلَى أَعْقَابِنَا	اور ہم پھیر دیے جائیں اُلٹے پاؤں
بَعْدَ إِذْ هَدَيْنَا اللَّهَ	اِس کے بعد کہ ہدایت دی ہمیں اللہ نے
كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ	اُس کی طرح بھٹکا دیا جسے شیاطین نے جنگل میں
حَيْرَانَ	وہ حیران ہے
لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى انْتِنَا	اُس کے ساتھی ہیں جو بلارہے ہیں اُسے ہدایت کی
قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى	فرمائیے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے
وَأْمُرْنَا لِلْإِسْلَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤١﴾	اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم فرمانبرداری اختیار کریں
وَأَنْ أَقْبِلُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوا	اور یہ کہ تم قائم کرو نماز اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٤٢﴾	اور وہی ہے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

ان آیات میں ایک بار پھر قریش کی سمجھوتے کی اُس پیشکش کو رد کیا گیا ہے جس کے تحت وہ مطالبہ کر رہے تھے کہ مسلمان کچھ عرصہ کے لیے اُن کے معبودوں کی پوجا کریں تو پھر وہ اتنے ہی عرصہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے۔ اُنہیں آگاہ کر دیا گیا کہ مسلمان ایسے معبودوں کی پوجا کر کے شرک نہیں کریں گے جو نہ نفع کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نقصان کا۔ شرک کرنے والا تو اُس شخص کی مانند ہے جسے شیاطین نے کسی جنگل میں بھٹکا دیا ہو۔ البتہ اُس شخص کی خوش قسمتی ہے کہ اُس کے ایسے ساتھی ہیں جو اُسے گمراہی سے نکال کر سیدھی راہ پر آنے کے لیے پکار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے ساتھیوں کی رفاقت عطا فرمائے۔ آمین! یہ

جماعتی زندگی کی برکت ہے کہ انسان اگر بھٹکتا ہے تو اُس کی اصلاح کرنے والے موجود ہوتے ہیں۔ سمجھوتے کی پیشکش کرنے والوں کو کورا جواب دیا گیا کہ ہم صرف اُس اللہ تعالیٰ کا حکم مانیں گے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور صرف اُسی کی عبادت کریں گے۔

آیت ۷۳

کائنات کی بامقصد تخلیق کا مفہوم اور نتیجہ

اور وہی ہے اللہ جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو بامقصد	وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ
اور جس دن وہ کہے گا "ہو جا" تو وہ ہو جائے گا	وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ
اُس کی بات ہی حق ہے	قَوْلُهُ الْحَقُّ
اور اُسی کی بادشاہی ہوگی جس دن پھونکا جائے گا صور میں	وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ
وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر بات	عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
اور وہی کمالِ حکمت والا، خوب باخبر ہے۔	وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٧٣﴾

اس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے۔ گویا زمین اور آسمانوں کی تخلیق محض کھیل کے طور پر محض دل بہلانے کے لیے نہیں کی گئی۔ دراصل یہ ایک نہایت سنجیدہ کام ہے جو حکمت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ ایک مقصدِ عظیم اس کے اندر کار فرما ہے۔ وہ مقصد یہ ہے کہ تمام مخلوقات اپنے خالق کی رہنمائی کے مطابق اپنا کردار ادا کریں۔ کائنات کا ایک دور گزر جانے کے بعد ناگزیر ہے کہ خالق اُن مخلوقات سے اُن کے کردار کا حساب لے جنہیں اُس نے کچھ اختیار دیا تھا۔ اس حساب کے نتائج پر دوسرے دور کی بنیاد رکھی جائے گی۔ پہلے دور کا اختتام صور پھونک کر کیا جائے گا۔ صور کی آواز سن کر تمام جن وانس از سر نو زندہ ہو کر میدانِ حشر میں جمع ہوں گے اور وہاں اُن سے حساب لیا جائے گا۔ حساب صرف ظاہری اعمال کا نہیں بلکہ پوشیدہ

رازوں کا بھی لیا جائے گا کیونکہ حساب لینے والا ہر ظاہر و پوشیدہ بات سے واقف ہے۔ اُس روز واضح ہو جائے گا کہ وہ سب جو دنیا میں باختیار سمجھے جاتے تھے، بالکل بے اختیار ہیں۔ کل اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا تھا۔

آیات ۷۴ تا ۷۵

حضرت ابراہیمؑ کی توحید پرستی کے بیان کی حکمت

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ أَدْرَ	اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے والد آزر سے
أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً	کیا تم نے بنا لیا ہے بتوں کو معبود
إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٧٤﴾	بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں۔
وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَ	اور اسی طرح سے ہم نے دکھائے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور
الْأَرْضِ	زمین کے کچھ عجائبات
وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿٧٥﴾	تاکہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے۔

قریش مکہ پر اتمام حجت کے لیے ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی توحید پرستی اور اس حوالے سے اپنے مشرک والد اور قوم سے اعلانِ بیزاری کا ذکر ہے۔ قریش اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد اور اُن کے تعمیر کردہ خانہ خدا کے متولی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے شرک سے انکار اور مشرک قوم سے اُن کی کشمکش کا بیان دراصل قریش سے اُن کے فخر کی بنیاد چھین لینے کے مترادف تھا۔ یہ بیان اس بات کا ثبوت تھا کہ اب مسلمان اُس مقام پر ہیں جس پر حضرت ابراہیمؑ تھے اور قریش کی حیثیت وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے لڑنے والی جاہل قوم کی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ پہلے ہی سلیم الفطرت اور عقیدہ توحید میں پختہ تھے، اللہ تعالیٰ نے کائنات کے کچھ عجائبات دکھا کر اُن کے ایمان کو گہرے یقین میں بدل دیا۔

آیات ۷۶ تا ۷۹

حضرت ابراہیمؑ کا مشرکین پر اتمامِ حجت

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ	تو جب چھا گئی ابراہیمؑ پر رات
رَأَى كَوْكَبًا	اُنہوں نے دیکھا ایک ستارا
قَالَ هَذَا رَبِّي	بولے یہ میرا رب ہے
فَلَمَّا أَفَلَ	پھر جب وہ ڈوب گیا
قَالَ لَا أُحِبُّ الْإِفْلِينَ ﴿۷۶﴾	فرمایا میں پسند نہیں کرتا ڈوبنے والوں کو۔
فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِعًا	پس جب اُنہوں نے دیکھا چاند کو چمکتا ہوا
قَالَ هَذَا رَبِّي ۚ	بولے یہ میرا رب ہے
فَلَمَّا أَفَلَ	پھر جب وہ ڈوب گیا
قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي	فرمایا اگر نہ ہدایت دی ہوتی مجھے میرے رب نے
لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿۷۷﴾	تو یقیناً میں ہو جاتا گمراہ لوگوں میں سے۔
فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً	پھر جب اُنہوں نے دیکھا سورج کو چمکتے ہوئے
قَالَ هَذَا رَبِّي	بولے یہ میرا رب ہے
هَذَا أَكْبَرُ	یہ سب سے بڑا ہے

فَلَمَّا أَفَلَتْ	جب وہ ڈوب گیا
قَالَ يُقَوْمُ	پکارا اے میری قوم!
إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٤٨﴾	بے شک میں بیزار ہوں اُن سے جنہیں تم شریک بناتے ہو۔
إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا	بے شک میں نے رخ کر لیا اپنے چہرے کا ہے اُس کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو یکسو ہو کر
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٤٩﴾	اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔

ان آیات میں وہ واقعہ بیان کیا گیا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو ستارہ پرستوں، چاند پرستوں اور سورج پرستوں پر حجت تمام کرنے کی تدبیر سکھائی۔ ابتدا میں حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کے سامنے بظاہر کہا کہ میرا رب ستارہ ہے۔ جب ستارہ ڈوب گیا تو کہا کہ خود ڈوب جانے والا مجھے کیسے زوال سے بچا سکتا ہے۔ پھر بظاہر فرمایا کہ چاند میرا رب ہے۔ جب چاند بھی ڈوب گیا تو کہنے لگے کہ اگر میرے اصل رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں واقعی گمراہ ہو کر اُن کو رب مان لیتا جو خود زوال سے دوچار ہوتے ہیں۔ آخر میں بظاہر اعلان کیا کہ سورج میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا اور خوب روشن ہے۔ جب سورج بھی غروب ہو گیا تو پکار اٹھے کہ میں تمام معبودانِ باطل سے اظہارِ بیزاری کرتا ہوں اور بالکل یکسو ہو کر کائنات کے خالق کو ہی معبودِ حقیقی تسلیم کرتا ہوں۔

آیات ۸۰ تا ۸۲

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا

وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ	اور جھگڑا کیا ابراہیمؑ سے اُن کی قوم نے
قَالَ اتَّخَذْتُنِي فِي اللَّهِ	فرمایا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں

وَقَدْ هَدَانِ	حالانکہ یقیناً اُس نے ہدایت دے دی ہے مجھے
وَلَا آخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ	اور میں نہیں ڈرتا اُس سے جسے تم شریک بناتے ہو اُس کا
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا	مگر یہ کہ چاہے میرا رب ہی کوئی بات
وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا	چھایا ہوا ہے میرا رب ہر چیز پر علم کے اعتبار سے
أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٨﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
وَكَيْفَ آخَافُ مَا أَشْرَكْتُكُمْ	اور کیسے میں ڈروں اُس سے جسے تم نے شریک بنایا ہے
وَلَا تَخَافُونَ أَنْكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا	حالانکہ تم نہیں ڈرتے کہ تم نے شریک بنایا ہے اللہ کا اُسے نہیں اتاری اللہ نے جس کے لیے تم پر کوئی دلیل
فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ	پھر دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ حق دار ہے امن کا؟
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾	اگر تم جانتے ہو۔
الَّذِينَ آمَنُوا	وہ لوگ جو ایمان لائے
وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ	اور انہوں نے آلودہ نہیں کیا اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ
أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ	یہ لوگ ہیں جن کے لیے ہے امن
وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿١٠﴾	اور یہی ہیں ہدایت پانے والے۔

حضرت ابراہیمؑ کو اُن کی قوم کے مشرکین نے ڈرایا کہ تم نے ہمارے معبودوں کا انکار کیا ہے لہذا تم پر اب کوئی آفت آئے گی۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کی پوری کائنات پر حکمرانی ہے تو پھر میں اُن سے کیوں ڈروں جن کو تم نے بغیر کسی دلیل کے معبود کا درجہ دے دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ نہ جانے کس کس سے ڈرتا ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آخری آیت میں امن و سکون کا حق دار اُنہیں قرار دیا گیا ہے جو اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کرتے۔ لفظ ظلم سے بعض صحابہ کرامؓ نے سمجھا کہ شاید اِس سے مراد کوئی بھی گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ لہذا اِس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور کسی مشرک کا نہ عقیدہ سے اِس ایمان کو آلودہ نہ کریں، امن صرف اُنہی کے لیے ہے اور وہی راہِ راست پر ہیں۔ بلاشبہ وہ انسان زیادہ امن و سکون میں ہے جس کا یہ یقین ہو کہ اُس کا کل نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اختیار میں ہے۔

آیت ۸۳

انبیاءؑ ظہورِ نبوت سے پہلے بھی گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں

اور یہ ہماری دلیل تھی، ہم نے دی تھی وہ ابراہیمؑ کو اُن کی قوم کے مقابلہ میں	وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ
ہم بلند کرتے ہیں درجوں میں جسے چاہتے ہیں	نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَاءٍ
بلاشبہ آپؐ کا رب کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔	إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾

حضرت ابراہیمؑ نے کچھ وقت کے لیے ستارے، چاند یا سورج کو رب ماننے کا اعلان کیا۔ کیا اُن پر بھی کچھ وقت حالتِ شرک میں گزرا؟ ہر گز نہیں! یہ آیت اس کی نفی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح فرمادیا کہ یہ ایک دلیل تھی جو ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اُن کی قوم پر اتمامِ حجت کے لیے دی تھی۔ نبی پیدائشی طور پر مؤحد ہوتا ہے اور ظہورِ نبوت سے پہلے بھی وہ کبھی شرک یا کسی حرام کام کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو چنا اور بالخصوص حضرت ابراہیمؑ کو وہ بلند درجات دیے کہ نہ صرف وہ اپنی قوم پر غالب آئے بلکہ انہیں قیامت تک آنے والے انسانوں میں خاص عزت و مقام عطا ہوا۔ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلموں کی اکثریت اُن کا احترام اور تعظیم کرتی ہے۔

آیات ۸۴ تا ۸۷

انبیاء کرامؑ کے پیارے ناموں کا خوبصورت گلدستہ

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ	اور ہم نے عطا فرمائے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ
كُلًّا هَدَيْنَا	ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی
وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ	اور نوحؑ کو ہم نے ہدایت دی اس سے پہلے
وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ	اور اُن کی اولاد میں سے تھے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ
وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾	اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِيلَاسَ	اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ
كُلًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٥﴾	وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا	اور اسماعیلؑ اور یسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ
وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٨٦﴾	اور اُن سب کو ہم نے فضیلت دی تمام جہان والوں پر۔
وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ	اور اُن کے باپ دادا اور اُن کی اولاد اور اُن کے بھائیوں میں سے
وَاجْتَبَيْنَاهُمْ	ہم نے چن لیا تھا انہیں
وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾	اور ہدایت دی تھی انہیں سیدھے راستے کی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سترہ (۱۷) انبیاء کرامؑ کا ذکر فرمایا۔ یہ ذکر جس ترتیب سے کیا گیا اُس میں خاص حکمت محسوس ہوتی ہے۔ سب سے پہلے حضرت نوحؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کا ذکر ہے جن کی اولاد میں کثرت سے انبیاءؑ گزرے ہیں۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت و اقتدار سے نوازا۔ حضرت ایوبؑ اور حضرت یوسفؑ کو مصائب پر صابر رہنے کی سعادت عطا کی گئی۔ حضرت موسیٰؑ کے مددگار کے طور پر حضرت ہارونؑ کو بھیجا گیا۔ حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت الیاسؑ کا ذکر ایک ساتھ اس لیے کیا گیا کہ ان سب نے زہد و قناعت کے ساتھ زندگیاں بسر کیں حضرت اسماعیلؑ، حضرت یسعؑ، حضرت یونسؑ اور حضرت لوطؑ اُن انبیاءؑ میں شامل ہیں جن کے ماننے والے باقی نہ رہے یا تاریخ نے اُن کا ذکر محفوظ نہ رکھا۔ آخر میں ان تمام انبیاءؑ کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے چُنے ہوئے بندے تھے اور سیدھی راہ پر چلنے والے تھے۔

آیت ۸۸

شُرک تمام نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے

ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ	یہ اللہ کی ہدایت ہے
----------------------	---------------------

یٰھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ	چلاتا ہے اس پر جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَلَوْ أَشْرَكُوا	اور (بالفرض) اگر وہ انبیاء شرک کرتے
لَحَبِطَ عَنْہُمْ مَّا کَانُوا یَعْمَلُونَ ﴿۸۸﴾	تو ضائع ہو جاتا اُن سے وہ سب جو وہ کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں مشرکین مکہ کو آگاہ کیا گیا کہ انبیاء کرامؑ کو بلند درجات اس لیے عطا کیے گئے کہ وہ توحید پرست تھے اور شرک سے سخت بیزار تھے۔ شرک ایسا خبیث جرم ہے کہ اگر بالفرض انبیاء بھی شرک کرتے تو اُن کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتیں۔ یہ بات مشرکین کے لیے شدید تنبیہ کے طور پر بیان کی گئی ہے ورنہ انبیاء سے شرک کا ہونا ممکن ہی نہیں۔ وہ تو بھیجے ہی اس لیے گئے تھے کہ بندوں کو شرک سے روکیں اور اُن کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک کے جرم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۸۹

اہل یثرب کے لیے بشارت

اُولَٰئِكَ الَّذِیْنَ اٰتٰیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ	یہی وہ لوگ تھے ہم نے دی جنہیں کتاب اور حکمت اور نبوت
فَاِنْ یَّکْفُرْ بِہَا هُوَ اَکْذٰبٌ	پھر اگر انکار کریں ان سب باتوں کا یہ مکہ والے
فَقَدْ وَكَّلْنَا بِہَا قَوْمًا	تو یقیناً ہم نے مقرر کر دیے ہیں ان کے لیے ایسے لوگ
لَیْسُوْا بِہَا بِکٰفِرِیْنَ ﴿۸۹﴾	جو نہیں ہوں گے ان کا انکار کرنے والے۔

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو خوشخبری دی گئی کہ اگر مکہ والوں نے قرآن کریم کی ناقدری کی ہے تو اب اللہ تعالیٰ کچھ اور لوگوں کے بارے میں طے کر چکا ہے کہ وہ اس عظیم نعمت کی ناقدری نہیں کریں گے۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ یہ سعادت

مہاجرین اور خصوصاً اہل یثرب کو حاصل ہوئی۔ پھر قیامت تک آنے والے مسلمان بھی اس سعادت کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اس نعمت پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۰

پیروی اُس کی کرو جو ہدایت پر ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ	یہی وہ انبیاء ہیں جنہیں ہدایت دی تھی اللہ نے
فَبِهٰدِیْهِمْ اَقْتَدِهٖ	تو اے نبی! جو اُن کی ہدایت ہے، آپ پیروی کیجئے اُس کی
قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا	فرمائیے میں نہیں مانگتا تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ۙ	نہیں ہے یہ قرآن مگر ایک نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔

ع

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ مذکورہ بالا تمام انبیاءؑ راہِ حق پر تھے اور اب آپ ﷺ بھی اسی راہ کی پیروی کریں۔ یہ دراصل مشرکین مکہ کے لیے پیغام ہے کہ پیروی آباء و اجداد کی نہیں بلکہ اُن کی کرنی ہے جو ہدایت پر ہوں۔ مشرکین کے سامنے آپ ﷺ نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ میں تم سے تبلیغ قرآن کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ قرآن حکیم نہیں ہے مگر تمام جہان والوں کے لیے نصیحت۔ گویا آپ ﷺ کی رسالت بھی تمام اقوامِ عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے اور یہ قرآن حکیم بھی اسی طرح سب لوگوں کے لیے کتابِ ہدایت ہے۔ اب نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاقیامت کوئی کتاب نازل ہوگی۔

آیت ۹۱

یہود کا ایک اور جھوٹ

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ	اور انہوں نے قدر نہیں کی اللہ کی، جیسا کہ حق تھا اُس کی قدر کرنے کا
إِذْ قَالُوا	جب انہوں نے کہا
مَا أُنْزِلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ	نہیں نازل کیا اللہ نے کسی انسان پر کچھ بھی
قُلْ مَنْ أُنْزِلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ	اے نبی! پوچھیے کس نے نازل کی تھی وہ کتاب لائے تھے جسے موسیٰ؟
نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ	جو روشنی اور ہدایت تھی لوگوں کے لیے
تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ	تم نے کر دیا ہے اُسے ورق ورق
تُبَدَّلُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا	ظاہر کرتے ہو انہیں اور چھپاتے ہو بہت سے
وَعَلِمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ	اور تمہیں سکھایا گیا وہ جو نہ جانتے تھے تم
وَلَا آبَاؤُكُمْ	اور نہ ہی تمہارے باپ دادا؟
قُلِ اللَّهُ	فرمائیے اللہ نے نازل کیا ہے
ثُمَّ ذَرَهُمْ	پھر چھوڑ دیجئے انہیں
فِي خُوضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾	وہ اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں۔

سورہ آل عمران میں یہود کے دو جھوٹ بیان ہو چکے ہیں۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ غیر یہودیوں کے ساتھ ظلم کرنے پر اللہ ہم سے باز پرس نہیں کرے گا۔ اسی طرح اُنہوں نے کہا کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ اُسی نبی کی بات مانیں جس کی قربانی کو آسمانی آگ آکر جلا دے۔ اس آیت میں اُن کے تیسرے جھوٹ کا ذکر ہے۔ یہود نے کہا کہ اللہ نے آج تک کسی انسان پر کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے دشمنی، بغض اور عناد کی بنا پر ایک ایسی حقیقت کا انکار کر رہے تھے جو اُن کے اپنے ہاں بھی مسلم تھی۔ یہ جھوٹ بول کر دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کی ناقدری کر رہے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ جہاں اُس نے انسانوں کی مادی ضروریات پوری فرمائی ہیں وہیں وہ اُن کی روحانی و اخلاقی ضرورت پوری کرنے کے لیے کتابِ ہدایت نازل فرمائے۔ یہود سے پوچھا گیا کہ بتاؤ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جو حضرت موسیٰؑ لائے تھے؟ تم نے اُس کے بعض حصوں کو چھپا دیا ہے اور بعض کو ظاہر کرتے ہو۔ جواب دیا گیا کہ وہ کتاب اللہ تعالیٰ نے ہی ایک انسان حضرت موسیٰؑ پر نازل کی تھی اور اُس کے ذریعہ تمہیں اور تمہارے اسلاف کو وہ کچھ سکھایا جو اس پہلے تم سب نہیں جانتے تھے۔

آیت ۹۲

قرآن کریم کی پانچ شانیں

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ	اور یہ کتاب ہے ہم نے نازل کیا ہے جسے
مُبْرَكٌ	برکت والی ہے
مُصَدِّقٌ لِّلَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ	تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں
وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ	اور تاکہ آپؐ خبردار کریں بستیوں کے مرکز (مکہ والوں) کو

وَمَنْ حَوْلَهَا	اور اُن کو جو اس کے گرد ہیں
وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	وہ لوگ جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں
يُؤْمِنُونَ بِهِ	وہ ایمان لارہے ہیں اس قرآن پر
وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩١﴾	اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے تورات نازل فرمائی تھی اسی طرح اب اُس نے یہ قرآن نازل کیا ہے۔ اس کتاب کی پانچ شانیں ہیں:

- i- یہ کتاب اتنی خیر و برکت والی ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کے لیے ہدایت فراہم کرتی ہے۔ اس کتاب کی پیروی کرنے والوں کے وجود سے اعلیٰ اخلاق و کردار کی صورت میں پورے معاشرے کے لیے برکات ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کی اجتماعی تعلیمات کا نفاذ پورے معاشرہ کو خیر و برکت اور فلاح و بہبود کا مرکز بنا دیتا ہے۔
- ii- یہ کتاب کوئی نئی بات پیش نہیں کرتی بلکہ اس کی بنیادی تعلیمات وہی ہیں جو پہلی آسمانی کتابوں میں پیش کی گئی تھیں۔
- iii- اس کتاب کا مقصد غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو خواب غفلت سے جگانا اور آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ اس کام کا آغاز اس مرکزی شہر مکہ سے کیجئے اور پھر تبلیغ قرآن کا دائرہ مکہ کے اطراف میں وسیع کرتے جائیے۔ مکہ کے اطراف میں پورا عالم مشرق و مغرب اور جنوب و شمال سب داخل ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ پوری دنیا تک قرآن کا پیغام پہنچا کر اس کتاب کے مقصد کو پورا کرے۔
- iv- اس کتاب سے ہدایت صرف وہ لوگ پائیں گے جو روزِ آخرت کی باز پرس سے ڈرتے ہوں۔ درحقیقت یہ فکرِ آخرت ہے جو انسان کو انسان بناتی اور جرائم سے باز رکھتی ہے۔ آخرت پر یقین رکھنے والے سے اگر کبھی کوئی غلطی اور گناہ سرزد بھی ہو جاتا ہے تو اُس کا دل تڑپ اٹھتا ہے، اور بالآخر توبہ کر کے آگے کے لیے گناہ سے بچنے کا عزم کرتا ہے۔
- v- قرآن پر حقیقی ایمان لانے والے باقاعدگی سے نماز قائم کر کے اپنے ایمان کا عملی ثبوت دیتے ہیں۔

آیت ۹۳

جھوٹوں پر موت کی سختی

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو منسوب کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ
أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ	یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف
وَلَمْ يُوحِ إِلَيْهِ شَيْءٌ	حالانکہ نہیں وحی کی گئی اُس کی طرف کچھ بھی
وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ	اور جو کہے کہ میں بھی نازل کروں گا ایسا ہی کلام جیسا نازل کیا ہے اللہ نے
وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ	اور کاش تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں
وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوْا أَيْدِيَهُمْ	اور فرشتے پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اپنے ہاتھ
أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ	(کہتے ہیں) نکالو اپنی جانیں
الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ	آج تمہیں بدلے میں دیا جائے گا ذلت والا عذاب
بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ	اس وجہ سے کہ تم کہا کرتے تھے اللہ کے بارے میں ناحق باتیں
وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾	اور تم اُس کی آیات (کو ماننے) سے تکبر کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹی باتیں گھڑنے والوں، نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں یا قرآن حکیم جیسا کلام پیش کرنے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے۔ انہیں موت کے وقت ذلت آمیز عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ اُن کی جان نکالتے ہوئے فرشتے انہیں ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے حوالے کرو اپنی جانیں۔ آج تمہیں تمہارے جھوٹ اور تکبر کی وجہ سے رسوا کن عذاب دیا جائے گا۔

آیت ۹۴

روزِ قیامت تمام انسانوں کا دوسرا اجتماع ہوگا

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فِرَادَىٰ	اور یقیناً آگئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے
كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ	جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار
وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ	اور تم چھوڑ آئے ہو جو ہم نے عطا فرمایا تھا تمہیں اپنے پیٹھ پیچھے
وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ	اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ تمہارے اُن سفارشیوں کو جن کے متعلق تم دعویٰ کرتے تھے
أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ	کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں
لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ	یقیناً کٹ گئے ہیں تمہارے درمیان تمام رشتے
وَصَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾	اور کھو گئے تم سے وہ دعویٰ جو تم کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تمام انسانوں سے فرمائے گا کہ آج تم ہمارے پاس اسی طرح جمع ہو جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا۔ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام انسانوں کی ارواح کو بنایا۔ انہیں جمع فرمایا اور اُن سے

دریافت کیا اَکَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اُنہوں نے جواب دیا بلی کیوں نہیں یعنی آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اس آیت میں مزید آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت شرک کرنے والوں کو بتا دیا جائے گا کہ آج تمہارا کوئی خود ساختہ معبود تمہاری سفارش کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔

آیات ۹۵ تا ۹۹

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْغَابِ وَالنَّوَى	بے شک اللہ ہی پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ	نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے
وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ	اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے
ذِكْرُكُمْ اللَّهُ فَإِنِّي تُوفِّكُونَ ۙ	وہ ہے اللہ پھر کہاں سے تم بہکائے جاتے ہو؟
فَالِقُ الْإِصْبَاحِ	وہ پھاڑ نکالنے والا ہے صبح کو
وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا	اور بنایا ہے اُس نے رات کو آرام کے لیے
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حُسْبَانًا	اور بنایا ہے سورج اور چاند کو حساب کے لیے
ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۙ	یہ مقرر کیا ہوا اندازہ ہے زبردست، سب کچھ جاننے والے کا۔
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ	اور وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لیے ستاروں کو
لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	تاکہ تم راستہ معلوم کر سکو اُن کے ذریعہ خشکی اور سمندر

کے اندھیروں میں	
یقیناً ہم نے واضح کر دیا ہے آیات کو اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔	قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾
اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے	وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ
پھر (تمہارا) ایک مستقل ٹھکانا ہے اور ایک عارضی ٹھکانا	
یقیناً ہم نے واضح کر دیا ہے آیات کو اُن کے لیے جو سمجھنا چاہیں۔	قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾
اور وہی ہے جس نے نازل کیا آسمان سے پانی	وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
تو ہم نے نکالی اُس کے ذریعہ سے اُگنے والی ہر چیز	فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ
پھر ہم نے نکالی اُس میں سے سبز کھیتی	فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا
ہم نکالتے ہیں جس سے دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا	نُخْرَجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا
اور کھجور سے ہوتے ہیں اُس کے شگوفوں میں جھکے ہوئے گچھے	وَمِنَ النَّخْلِ مِنَ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
اور باغات انگور اور زیتون اور انار کے	وَجَنَّتِ مِنَ الْأَعْنَابِ وَالزَّيْتُونِ وَالرُّمَّانِ
باہم ملتے جلتے ہیں اور جدا جدا بھی	مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ
دیکھو ہر ایک کے پھل کی طرف جب وہ پھل لائے اور اُس کے پکنے کی طرف	أَنْظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ

إِنَّ فِي ذَلِكُمْ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٩٩﴾

بے شک اس سب میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو ایمان لانا چاہتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی حسبِ ذیل نعمتوں کا بیان آیا ہے :

☆ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو گٹھلی اور بیج کو پھاڑ کر اُس سے پودا برآمد کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مردہ کو زندہ کرتا ہے جیسے بارش کے ذریعہ وہ مردہ زمین کو۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو زندوں کو موت دے دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو رات کی تاریکی کا پردہ پھاڑ کر صبح کا مبارک منظر ظاہر کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی نے رات کو انسانوں کے سکون کے لیے بنایا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی نے سورج اور چاند کو دنوں، مہینوں اور سالوں کے حساب کے لیے بنایا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی نے ستاروں کو بحری و بری سفر کے دوران سمتوں کے تعین کے لیے پیدا کیا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو ایک جان سے پیدا کیا اور ہر اک کے لیے ایک عارضی اور ایک مستقل ٹھکانے کا تعین کیا ہے۔

مستقل ٹھکانے سے مراد جنت یا جہنم ہو سکتی ہے جبکہ عارضی ٹھکانہ سے مراد پہلے کے مراحل یعنی رحم مادر، دنیا اور قبر کے

مقامات ہو سکتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی بارش کے ذریعہ اناج پیدا کرتا ہے جس کے دانے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی وہ کھجوریں پیدا کرتا ہے جن کے گچھے لٹک رہے ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی انگور، زیتون اور انار کے باغات پیدا فرماتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی ایسے پھل پیدا فرماتا ہے جو ملتے جلتے ہیں اور ایسے پھل بھی جو مختلف ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۳

توحید کا بیان اور شرک کی نفی

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ	اور بنایا انہوں نے اللہ کا شریک جنات کو
وَخَلَقَهُمْ	حالانکہ اللہ نے پیدا کیا ہے انہیں
وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ	اور گھڑ لیے ہیں انہوں نے اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بغیر کسی علم کے
سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ ﴿١٠٠﴾	وہ پاک اور بہت بلند ہے اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔
بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	وہ عدم سے وجود میں لانے والا ہے آسمانوں اور زمین کو
أَنَّى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ	کیونکر ہو سکتا ہے اُس کا کوئی لڑکا حالانکہ نہیں ہے اُس کی کوئی بیوی
وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ	اُس نے تو بنایا ہے ہر چیز کو
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٠١﴾	اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
ذِكْرُ اللَّهِ رَبِّكُمْ	وہ اللہ تمہارا رب ہے
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود نہیں سوائے اُس کے
خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ	وہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا پس عبادت کرو اُسی کی
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٠٢﴾	اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔

احاطہ نہیں کر سکتیں اُس کا نگاہیں	لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ
اور وہ احاطہ کرتا ہے نگاہوں کا	وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ
وہ بہت ہی باریک بین، خوب باخبر ہے۔	وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿۱۰﴾

ان آیات میں مشرکین کے اس طرزِ عمل کی مذمت کی گئی کہ وہ جنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں حالانکہ جنات تو خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اُس کے سامنے لاچار و بے بس ہیں۔ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے اور بیٹیاں منسوب کر دیں حالانکہ اُس کی کوئی بیوی ہی نہیں تو اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے جبکہ باپ اپنی اولاد کا خالق نہیں ہوتا بلکہ اُس کی پیدائش کا صرف ذریعہ بنتا ہے۔ خیر اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور صرف اُسی کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق پر نگران ہے۔ وہ نگاہوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے لیکن نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت اپنی نگرانی کی حقیقت یاد رکھنے اور اپنی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۵

اللہ تعالیٰ نے تو حق واضح فرما دیا ہے

آچکیں ہیں تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے	قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ
سو جس نے آنکھ کھول لی تو اپنے ہی بھلے کے لیے	فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ
اور جو اندھا بنا رہا تو برا کیا اپنے ہی خلاف	وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا
اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔	وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيفٍ ﴿۱۰۴﴾
اور اسی طرح ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں آیات	وَكَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ

اور تاکہ وہ کہیں آپؐ نے خوب پڑھ سنایا ہے	وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ
اور تاکہ ہم واضح کر دیں اُسے اُن کے لیے جو جاننا چاہتے ہیں۔	وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۵﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم اور کمالاتِ نبی اکرم ﷺ کی صورت میں وہ دلائل اور ذرائع فراہم کر دیے ہیں جن سے انسان حق اور حقیقت کو معلوم کر سکتا ہے۔ قرآن حکیم حق ہے اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات، اخلاق و معاملات اور معجزات حق بنی کے ذرائع ہیں۔ اب انسانوں کو اختیار ہے چاہے تو حق اور اس کے ذرائع سے نظریں چرائیں یا ان کی روشنی میں کائنات کے اصل حقائق کو دیکھ لیں۔ جس نے حقائق کو دیکھا اُس نے اپنا ہی بھلا کیا اور جو ان سے صرفِ نظر کر کے اندھا بنارہا تو اُس نے اپنا ہی نقصان کیا۔ نبی اکرم ﷺ اس کے ذمہ دار نہیں کہ لوگوں کو زبردستی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روک دیں۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف احکامات کا پہنچا دینا اور سمجھا دینا ہے۔ اب کوئی اُن پر عمل کرے یا نہ کرے، یہ اُس کا فیصلہ ہے اور روزِ قیامت اُسے اپنے فیصلہ کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

چند اہم ہدایات

اے نبی! پیروی کیجیے اُس کی جو وحی کی جاتی ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے	اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے	لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
اور رُخ پھیر لیجئے شرک کرنے والوں سے۔	وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۰۷﴾
اور اگر چاہتا اللہ تو وہ شرک نہ کرتے	وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا

وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا	اور نہیں بنایا ہم نے آپ کو اُن پر نگہبان
وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿۱۷۰﴾	اور نہیں ہیں آپ اُن کے ذمہ دار۔
وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ	اور بُرا نہ کہو اُن کو جنہیں وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا
فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ	ورنہ وہ برا کہیں گے اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے بغیر علم کے
كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ	اسی طرح ہم نے خوشنما کر دیا ہر امت کے لیے اُن کا عمل
ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ	پھر اپنے رب ہی کی طرف اُن کا لوٹنا ہے
فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷۱﴾	تو وہ بتا دے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

ان آیات میں حسب ذیل ہدایات دی گئیں ہیں:

- i- پیروی کرتے رہو اُس کلام کی جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔
- ii- مشرکین کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ داعی کا کام اُن تک پیغام توحید پہنچانا ہے اُن سے منوانا نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو زبردستی اُنہیں شرک سے روک دیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔ انسانوں کے حوالے سے اُس کا دستور یہ ہے کہ وہ اُن کے سامنے حق واضح کر دے گا۔ اب اُن کو اختیار ہے حق قبول کر کے ثواب حاصل کریں یا حق کو جھٹلا کر عذاب کے مستحق بنیں۔
- iii- معبودانِ باطل کی توہین نہ کرو ورنہ مشرکین ضد میں معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی توہین کریں گے۔
- iv- آخرت کا انتظار کرو۔ اصل فیصلے آخرت میں ہوں گے۔ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

آیت ۱۰۹

اہل ایمان کے لیے تسلی

وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ	وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی
جَهْدًا أَيْبَانِهِمْ	زور دیتے ہوئے اپنی قسموں پر
لَئِنْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ	اگر آگیا ان کے پاس کوئی معجزہ
لَيُؤْمِنَنَّ بِهَا	تو ضرور ایمان لے آئیں گے اُس پر
قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ	اے نبی! فرمائیے بے شک معجزے تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں
وَمَا يُشْعِرُكُمْ	اے مسلمانو! تمہیں کیا معلوم
أَنَّهُآ إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾	کہ وہ (معجزہ) جب آئے گا تو یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دلجوئی فرمائی ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر نبی اکرم ﷺ فرمائشی معجزہ دکھادیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ ارشاد ہوا کہ مشرکین کو بتادو کہ معجزے دکھانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ مومنوں کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہر معجزہ دکھا سکتا ہے لیکن مشرکین کی طرف سے فرمائشی معجزے کی طلبی محض ایک بہانہ ہے۔ معجزہ دکھادیا جائے تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ حق قبول کرنے سے اُن کا انکار کسی غلط فہمی یا نادانانہ قنیت کی وجہ سے نہیں بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر ہے، جس کا علاج کسی معجزہ سے ممکن ہی نہیں۔

آیت ۱۱۰

حق قبول کرنے کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے

وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ	اور ہم الٹ دیں گے اُن کے دلوں اور اُن کی آنکھوں کو
كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ	جس طرح وہ ایمان نہیں لائے قرآن پر پہلی مرتبہ
وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۱۰﴾	اور ہم چھوڑ دیں گے انہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

۱۱۰

یہ آیت ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید بیان کر رہی ہے جن کے سامنے حق آئے اور وہ اُسے قبول نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اُن کے دلوں اور نگاہوں کو الٹ دیتے ہیں اس جرم کی وجہ سے کہ جب پہلی بار اُن کے سامنے حق آیا تو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ اب ہم اُنہیں ڈھیل دیتے ہیں اور وہ اپنی سرکشی میں بڑھے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاذْهَبْنَا اِثْمَانَنَا وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاذْهَبْنَا اِجْتِنَانَنَا

اے اللہ! دکھا ہمیں حق کو حق ہی اور توفیق عطا فرما اُس کی پیروی کی اور دکھا ہمیں باطل کو باطل ہی اور توفیق عطا فرما اُس سے بچنے کی۔ آمین!
